اپریل ۲۰۱۹ء

Rs.30/-

انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان

ماہنامہ

جریدہ حیات نو دہلی

مڈل ایسٹ میں ملازمت کے خواہش مند حضرات کے لیے

ایک قابل اعتماد ادارہ

الهند فارن سروس ایجنسی

- اگر آپ میڈیکل لائن سے متعلق ہیں
- اگر آپ کوئی ہنر جانتے ہیں
- اگر آپ صرف پڑھے لکھے ہیں اور آپ کے پاس کوئی ہنر نہیں ہے
- اگر آپ کا کسی ہوٹل انڈسٹری سے تعلق ہے
- اگر آپ عام لیبر یا مزدور ہیں

تو آپ اپنے پاسپورٹ کی کاپی، فوٹو اور بائیوڈاٹا ہمیں بھیج دیجئے......اور دیگر تفصیلات کے لیے ہماری اطلاع کا انتظار کیجئے۔

وكالة الهند للخدمات الأجنبية

AL-HIND FOREIGN SERVICE AGENCY

Registration No.: B-0376/DEL/PER/1000+/5/1263/1984

Head Off: No. 73, Main Road, Near SBI
Zakir Nagar, New Delhi-110 025 (India)
E-mail: info@al-hind.com

Ph : 0091 - 11 - 26983980, 26983981
0091 - 11 - 26988375 / 76
Fax : 0091 - 11 - 26983982

Web: www.al-hind.com

Branch Office: 38, G.F. Ashoka Shopping Complex, Near G.T. Hospital
L.T. Road, Mumbai - 400 001 (India)
Ph. : 0091-22-22652906 Fax: 0091 - 22 - 22652910

GREAT INDIA WELFARE FOUNDATION

گریٹ انڈیا ویلفیئر فاؤنڈیشن

ایک قومی سطح کی انتہائی متحرک وفعال اور تعلیمی میدان میں سرگرداں تنظیم ہے۔
ہمارا مقصد اقلیتوں میں تعلیم اطفال کو معیاری اور بامقصد بنانا ہے۔

فاؤنڈیشن کی سرگرمیاں:

- گریٹ انڈیا نیشنل اکیڈمی (جونیئر ہائی اسکول)
- نیشنل پبلک لائبریری
- بزم ادب
- گریٹ انڈیا ہیلتھ سینٹر (زیرغور)

نوراللہ خان فلاحی
چیئرمین

Vill. Karmahwa, Kondra Grant, Distt. Sidharthnagr, U.P. 272207
M: +91 9971841635, 9911347395 | **E:** greatindiawelfare@gmail.com
www.greatindiawelfare.com

جامعة الصفة ورنگل

دیشائی پیٹ روڈ، ورنگل (تلنگانہ)

دعوت دین واقامت دین کیلئے ایک تعلیمی تحریک

الحمدللہ جامعۃ الصفہ ورنگل اپنے مقاصد کی تکمیل کا جہاں سولہواں سال مکمل کر رہا ہے، وہیں پر تحریکی حلقوں میں بھی ایک معروف منفرد ادارے کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ 2005 تا 2018 کے عرصے میں بفضلہٖ تعالیٰ 86 طلباء حفظ القرآن کی تکمیل کر چکے ہیں۔ جب کہ گذشتہ چھ برسوں میں 12 طلباء دستار فضیلت سے سرفراز ہو کر تحریک اسلامی کی سعی و جہد میں اپنا عملی کردار نبھا رہے ہیں۔

جامعہ کے شعبہ عالمیت میں چار سالہ اور فضیلت کا دو سالہ کورس رکھا گیا ہے، جس میں تشنگان علم و خادمان دین اپنے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں تا کہ معاشرے میں وہ اپنا منصبی فریضہ ادا کر سکیں۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ فارغین جامعہ میں دین کی صحیح فکر، اقامت دین کی تڑپ، عصری علوم سے اتنی واقفیت، مہارت، بصیرت پیدا کی جائے کہ وہ زمانے کے ہر چیلنج کا مطلوبہ اسلوب میں مقابلہ کر سکیں۔ جامعہ میں اس وقت ریاست تلنگانہ و آندھرا پردیش کے مختلف اضلاع کے علاوہ دیگر کچھ مقامات کے طلباء بھی زیر تعلیم ہیں اور تقریباً سارے ہی طلباء دارالاقامہ میں مقیم ہیں۔ ان کی رہائش، طعام و تعلیم کے اخراجات اہل خیر حضرات کے تعاون و سرپرستی میں مکمل کئے جاتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطائے فرمائے) طلباء کو انگریزی و علاقائی زبان تلگو بھی پڑھائی جاتی ہے تا کہ وہ برادران وطن میں دعوت دین کا کام انجام دے سکیں۔ اس کے علاوہ جامعہ میں کمپیوٹر لیاب بھی موجود ہے۔ انشاءاللہ جامعہ کی دوسری منزل کی تعمیر اسی سال پیش نظر ہے۔ ادارے کا ماہانہ خرچ -/2,20,000 روپئے ہے۔ سالانہ اخراجات اور تعمیر کیلئے ادارہ دردمندان ملت کے بہی خواہاں تحریک سے دست تعاون کی امید بھی رکھتا ہے۔

نوٹ: کاکتیہ یونیورسٹی اور دیگر کالجوں میں اعلیٰ عصری علوم کے لئے شہر ورنگل آنے والے طلباء کی دینی و اخلاقی تربیت اور بہتر رہائش کے علاوہ حصول تعلیم میں یکسوئی کے پیش نظر جامعۃ الصفہ کے ہاسٹل میں رہائش کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ چنانچہ جامعہ کے ہاسٹل میں پروفیشنل کورس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء مقیم ہیں۔ الحمدللہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

تعاون کی شکلیں : شعبہ حفظ و عالمیت کے طلباء کی کفالت کیلئے سالانہ فی طالب علم -/20,000 ہزار روپئے ہے۔ اساتذہ و غیر تدریسی عملہ کی تنخواہوں کیلئے ماہانہ -/95,000 روپے اس کے علاوہ اور دیگر ضروریات۔۔۔۔۔

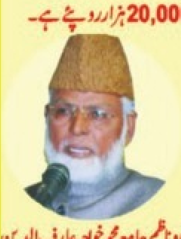

بانی و ناظم جامعہ محمد خواجہ عارف الدین

پیغام عمل

طلباء کی ذہنی و فکری تربیت اور عملی جدوجہد کیلئے ناظم جامعہ جناب محمد خواجہ عارف الدین کی بعد نماز عشاء روز آنہ کی گئی فکری و اصلاحی تقریروں کے مجموعے "پیغام عمل" (کتابی شکل) کو عام طور پر تحریکی حلقے میں کافی پسند کیا گیا ہے چنانچہ اب اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ جامعۃ الصفہ کے علاوہ مکتبہ اسلامی سب ڈپو چھتہ بازار، حیدرآباد سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (قیمت -/150)

JAMIA-TUS-SUFFAH, H.No. 11-24-314, Deshaipet Road, Warangal. (T.S.) India
Phone : +91-870-2424576, Cell: +91-98490 04547,
A/c. No. 444351498, Indian Bank, Mandi Bazar, Warangal. IFSC : IDIB000W004

SUFFAH HIGH SCHOOL

27 YEARS

English Medium, Nursery to X Class

Mandi Bazar, Warangal 506002 (Telangana)

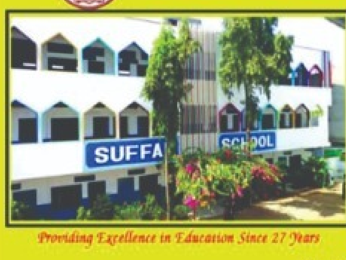

Providing Excellence in Education Since 27 Years

Suffah High School was established in the year 1991 and since 27 years providing excellence in school education. We provide the best infrastructure for the students to get modern education in an islamic environment. Preparing the students for their better future here and hereafter

Our Facilities

- Moral Education
- Play Way Learning
- Arabic Classes
- Digital Class
- Coputer Lab
- Science Lab

Mohd. Khaja Arifuddin
Founder & Chairman

Dr. Aziz Ahmed Ursi
Founder Sec & Correspondent

Contact us @ 91870-2424086, 9700054253 email: suffah.shs@gmail.com

انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان

ماہنامہ

جریدہ حیاتِ نو

مدیر مسئول: سید راشد حامدی   **مدیر اعزازی:** ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی

جلد:۴، شمارہ:۴، اپریل ۲۰۱۹ء/رجب۔شعبان ۱۴۴۰ھ

مجلس ادارت

محمد اسماعیل فلاحی............نئی دہلی

زبیر ملک فلاحی............لکھنؤ

انیس احمد فلاحی............جامعۃ الفلاح

فی شمارہ:	اندرون ملک	۳۰/روپے
	بیرون ملک	۵/امریکی ڈالر
سالانہ زرتعاون:	اندرون ملک	۳۰۰/روپے
	بیرون ملک	۲۰/امریکی ڈالر
لائف ممبرشپ:	اندرون ملک	۵۰۰۰/روپے
	بیرون ملک	۳۰۰/امریکی ڈالر

❁ رجسٹرڈ ڈاک سے رسالہ منگانے کی صورت میں رجسٹری خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

❁ مقالہ نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

Printed, Published & Owned by Sayyed Rashid Hamdi ,F-9, Zeeshan Apartment, 1st Floor, Near Masjid Al-Habeeb, 40 FT Road, Shaheen Bagh, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025. **Printed at**: Ala Printing Press, 3636, Katra Dina Baig, Lal Kuan, Delhi-110006. **Published at**:F-9, Zeeshan Apartment, 1st Floor, Near Masjid Al-Habeeb, 40 FT Road, Shaheen Bagh, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025. **Editor: Ziauddin Falahi**

نقوشِ حیات

ادار یہ	ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی	۳
اقامت دین فرض ہے!	ضمیر اعظمی فلاحی	۶
اردو تراجم قرآن پر ایک نظر (۳۵)	ڈاکٹر محی الدین غازی	۹
حقوقِ انسانی اور اسلام	ڈاکٹر محمد اسامہ شعیب	۱۶
ہم رمضان المبارک کیسے گزاریں؟	عبدالحی اثری	۲۴
روزہ، رمضان اور نوجوان	محمد اسامہ عظیم فلاحی	۳۰
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	مولانا انعام اللہ فلاحی	۴۴
وحدت ملت کا فقدان	محمد رضوان فلاحی	۴۷
دیوان الٰہی	انصاری عبدالرحمٰن	۵۰
بزم ادب	تابش مہدی، ضمیر اعظمی، سرفراز بزمی	۵۸
تعارف وتبصرہ	خان محمد رضوان	۶۱
آپ کے خطوط	عبدالماجد فلاحی	۶۴
جامعہ کے لیل ونہار	مصباح الباری فلاحی	۶۶
اخبار انجمن	ادارہ	۷۴

خط وکتابت وارسال زر کا پتہ

Zeeshan Apartment, F-9, 1st Floor, Near Masjid Al-Habeeb, 40 FT Road, Shaheen Bagh, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025

Email: jareedahayatenau@gmail.com

موبائل نمبر مدیر: +91-9927206518

مدارس اسلامیہ کے مابین

روابط کی ضرورت

تعلیم وتعلم کے فرض کفایہ کی انجام دہی میں مدارس کا کردار عالمی سطح پر تسلیم شدہ ہے۔ تزکیۂ نفس اور تہذیب معاشرہ کی دونوں سطحوں پر مدارس اور جامعات نے ہراول دستوں کی ذمہ داری نبھائی ہے۔ اس طرح علماء امت انبیائی وراثت کی منتقلی میں یکسو اور منہمک رہے ہیں۔ چونکہ خیریت سے شرّیت اور شرّیت سے خیریت، قرآن کے 'فلسفۂ زوج' کا فطری تقاضا ہے۔ لہٰذا شیطان کو یہاں بھی چرخے چلانے کا وسیع میدان فراہم ہوا ہے۔ چنانچہ ''علماء سوء'' اپنی نامسعود تاریخ مرتب کرنے میں سرگرم عمل بھی رہے ہیں۔ انہوں نے تہذیب نفس اور تزئینِ معاشرہ کے بنیادی قلعے (مدارس) کو فکری وعملی دونوں سطحوں پر کند اور بانجھ بنانے کی مہم جاری کر رکھی ہے۔ اس آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لیے معاصر عہد میں مدارس کے مابین علمی وفکری روابط کی ضرورت دوچند ہوجاتی ہے، تاکہ مدارس کو درپیش مشکلات ومسائل کا مقابلہ اجتماعی قوت کے ساتھ کیا جاسکے۔ مدارس کے بیرونی مشکلات اور چیلنجز کا تذکرہ کسی بعد کی تحریر کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔ سردست بین المدارس کردار کی بازیافت کے امکان کی بات کرلیتے ہیں۔ اس بات سے شاید قارئین کو اتفاق ہوگا کہ اگر از سرنو مدارس اپنے مابین علمی، فکری اور مسلکی رجحانات میں اتحاد واتفاق کو غور وفکر کا ایجنڈا بنالیں تو انتہائی مفید نتائج سے وہ مالا مال ہوسکتے ہیں۔ مثلاً:

بھارت میں علمی، فکری اور مسلکی رجحانات کے اولین معتدل مصلح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (وفات:۱۷۶۲) نے رجوع الی القرآن والسنة کی تحریک چلائی، قرآن مجید کا

فارسی زبان میں خود ترجمہ کیا، اور ان کی لائق اولاد نے قرآن کے اردو ترجموں کو فروغ بخشا، انھوں نے الفوز الکبیر لکھ کر ایک انقلابی قدم اٹھایا۔ دوسری طرف انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم (وفات:۱۷۱۵) کی درس گاہ رحیمی کو اپنی خدمات پیش کر کے ہندوستان میں علمِ حدیث کی عظیم خدمت انجام دی۔ اس طرح ان تمام مدارس اور جامعات کے لیے اخلاقی طور پر ضروری ہو جاتا ہے کہ حضرت شاہ محدث دہلویؒ کی اس قرآنی وحدیثی مہم کو اپنے مدرسی نظام و نصاب کا حصہ بنائیں۔ بطور خاص اُن مدارس سے خواہش کی جاتی ہے جو'مسلکِ شاہ' کو جلی حرفوں میں اپنے دستور کا حصہ بنا کر فخر کا اظہار کرتے ہیں، وہ رجوع الی القرآن والسنۃ کی شاہ ولی اللٰہی تحریک کا حصہ بن جائیں۔ ارباب مدارس غور فرمائیں کہ حضرت شاہ کا فلسفہ ارتفاقات (سماجی اور معاشی طرز و قانونِ معاشرت) جو ان کے افکار کی شاہ کلید ہے، اس کا لاحقہ وسابقہ سب کچھ قرآن وسنت کے گرد طواف کرتا ہے۔ ایسے میں حضرتِ شاہ سے محبت کا تقاضا ہے کہ مدارس کے درمیان پائی جانے والی ناہمواریوں کو اپنے محبوب کی آڑ میں حل کر لیا جائے۔ راقم کا احساس ہے کہ محض اس شاہ ولی اللٰہی قدر کے نتیجہ میں مدارس اسلامیہ آپس میں شیر وشکر ہو سکتے ہیں۔

مدرسی کردار کی بحالی کے ضمن میں جامعۃ الفلاح بلریا گنج کا تذکرہ نہ کرنا ناانصافی ہوگی کہ اس کے اساتذہ اور طلبہ نے اُن تمام مدارس سے کسب فیض کیا ہے جہاں جہاں شاہ ولی اللہؒ کی یہ قدر پائی جاتی رہی ہے۔ کسب واکتساب اور جذب وانجذاب کی اس قدر کو مزید پروان چڑھنا چاہیے۔

وہ اساتذہ اور معمارانِ جامعہ جنھوں نے دیوبند اور ندوہ سے کسب فیض کیا ان میں مولانا ابواللیث اصلاحی ندویؒ، مولانا جلیل احسن ندویؒ، مولانا صدرالدین اصلاحیؒ کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ علمی تزئین کاری کی اس روایت کو ایک طرف فارغین جامعہ نے دارالعلوم دیوبند سے دستارِ فضیلت یا افتاء کی اسناد حاصل کر کے جاری رکھا۔ ایسے فارغین میں صباح الدین ملک فلاحی، محی الدین غازی، سہیل احمد، شمیم اختر کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، تو دوسری طرف ایک معتدبہ تعداد نے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے کسبِ فیض کیا ہے۔ ان فارغینِ جامعہ میں مسیح

الزماں لاری ،غطریف شہباز ، برکت علی ، محمد عارف، عمیر انس، ابوالاعلیٰ سید سبحانی، محمود عاصم ، برہان احمد بن غفران احمد، مصباح الباری ، ذاکر حسین، ذوالقرنین حیدر اور ابصار احمد وغیرہ کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔فارغینِ جامعہ کے ان دونوں طبقات نے دارالعلوم دیوبند ،ندوۃ العلماء، مدرسۃ الاصلاح اور جامعۃ الفلاح کے علمی ایوانوں کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے اور قربت واتصال کو بڑھانے کی روایت قائم کی ہے۔ان کے ان علمی اسفار کی برکات خود ان کے نفوس پر کیا پڑے یہ ان کے فضائل کا ذاتی بیانیہ ہے،لیکن راقم کی نگاہ میں اس کے پاکیزہ اثرات خود ان مدارس کے نظام ونصاب پر بھی پڑے ہیں، جس کا الگ سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ درس نظامیہ کے نصاب میں خوشگوار تبدیلی کا جو خاکہ علامہ شبلی نعمانی نے ندوہ میں پیش کیا ،جو مدارس کے درمیان اصلاح اور تنویر کے لیے رابطہ کا ذریعہ بنا، اس میں ان پر مصر کے تعلیمی اسفار کے اثرات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔(سرسید سے ان کی قربت اور طرفین کے استفادوں کا جائزہ الگ سے لینے کی ضرورت ہے)لیکن جامعۃ الفلاح میں مسلسل خوش آئند نصابی وانتظامی اصلاحات میں مختلف مدارس کے مابین ان رابطوں نے بھی کرشمہ سازی کی ہے۔

جامعۃ الفلاح کا بین المدرسی کردار دیگر تمام مدارس سے اعلیٰ اور قابل تقلید بھی ہے۔جس کی ایک مثال یہ ہے کہ اس کے مجلس تعلیمی ،مجلس شوریٰ اور اساتذہ کی فہرست میں ان مختلف ومتنوع فارغین مدارس کی قوس قزح کا مشاہدہ ہمیشہ سے کیا جا تا رہا ہے۔راقم کا احساس ہے کہ اگر بین المدرسی کردار کی بحالی آج کے نمائندہ مدارس کا ہدف بن جائے تو مسلکی انتشار اور تعصب کی آندھیوں سے آج کے فارغین مدارس کو بچایا جاسکتا ہے ۔اس کا مشاہدہ گزشتہ کئی برسوں سے بعض جگہوں پر ہوتا رہا ہے۔مثلاً یہ کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلِ درس ہوکر مدارس کے فارغین ممکنہ اتحاد واتفاق کا عملی اظہار کرتے ہیں اور اکثر دل ہی دل میں اپنے ''مشائخ'' کی اصلاح اور تزکیہ کے لئے دعا گو بھی رہتے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی

(۱۴رشعبان ۱۴۴۰ بمطابق ۲۰راپریل ۲۰۱۹ء)

اقامت دین فرض ہے!

ضمیر اعظمی فلاحی، نئی دہلی

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّه (آل عمران:۱۱)

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

عن حذیفة بن الیمانؓ عن النبیﷺ قال: والذی نفسی بیدہٖ لتأمرنَّ بالمعروف ولتنهونَّ عن المنکر ولیوشکنَّ ان یبعث علیکم عذاباً منهُ فتدعونَهُ فلا یستجیبُ لَکُم(ترمذی)

''حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشادفرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری زندگی ہے (اے امت مسلمہ!) تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھیں ایک ایسے (خطرناک) عذاب میں مبتلا کردے گا کہ اس سے نجات پانے کے لیے تم اللہ تعالیٰ سے دعا کروگے، مگر وہ تمہاری دعاؤں کو قبول نہیں کرے گا۔''

اقامت دین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمیں جو کچھ حکم دیا ہے اس کی کسی تفریق وتقسیم کے بغیر پیروی کی جائے اور اسے انسانی زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام گوشوں میں اس طرح جاری ونافذ کیا جائے کہ فرد کا ارتقاء، معاشرے کی تعمیر اور ریاست کی تشکیل سب کچھ اسی دین کے مطابق ہو۔لیکن اگر میں یہ کہوں تو شاید غلط نہ ہوگا کہ ہم میں سے

بہت سارے لوگوں نے اس دین کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، وراثت اور اسی طرح سے چند مسئلوں تک محدود کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک وعظ ونصیحت کی مجلسوں، میلاد کی محفلوں اور کلمہ ونماز کی تعلیم سے دین وایمان کے تمام تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔ جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ جس طرح سے مسلمانوں پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہیں، اسی طرح سے اس دین کی اقامت بھی فرض ہے۔ اس دین پر خود عمل کرنا اور بندگانِ خدا تک اس کی تعلیمات کو پہنچانا مسلمانوں کی ذمہ داری اور ان کی زندگی کا اہم ترین فریضہ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اقامت دین کا آغاز کہاں سے کریں۔ اس سلسلے میں چند باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ آدمی جس دین کو زمین پر قائم کرنا چاہتا ہے سب سے پہلے اسے اپنے جسم کے ظاہر اور باطن پر قائم کرے۔ وہ شخص معاشرے کو اسلامی نہیں بنا سکتا جس کا اپنا جسم مسلم نہ ہو۔ جو شخص دوسروں کو تو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، مگر خود اس کی پابندی نہ کرے۔

دوسری بات یہ کہ دین کی دعوت کا آغاز آدمی کو اپنے گھر سے کرنا چاہیے اور گھر کے دوسرے افراد کو اسلام کی تعلیم دینا چاہیے اور ان کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے اور انھیں اللہ کا فرماں بردار بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

تیسری بات یہ کہ آدمی کو اپنے گھر کے بعد اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو دین کی تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہیے۔ داعی الی اللہ انھیں خلوص ومحبت کے ساتھ دین حق پر عمل کرنے کی دعوت دے۔

اس سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انسان کے لیے آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی پیروی کرے اور لوگوں کو اس کی دعوت دے۔

آدمی کو دین کی دعوت اپنے قریب ترین اعزہ کو بھی دے۔ نادان ہے وہ شخص جو اقامت دین کی جدوجہد میں اپنے کنبہ اور خاندان کو نظر انداز کر دے۔ آپؐ نے اپنے قریب ترین رشتہ

داروں سے صاف طور پر فرما دیا کہ تم اللہ پر ایمان لا کر اور اس کی اطاعت کر کے آگ سے بچنے کی کوشش کرو۔ صلہ رحمی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے رشتہ داروں کو اس خیر اور بھلائی سے محروم نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

چوتھی بات یہ کہ انسان حکمت کے ساتھ اس دین کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرے۔ لوگوں سے اخوت، محبت اور خیر خواہی کے ساتھ بات کرے اور انھیں ان راستوں سے بچانے کی فکر کرے جو گمراہی اور ابدی ہلاکت کے راستے ہیں۔

اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی عزت و سر بلندی کا وعدہ اپنی سنت کے مطابق کتاب اللہ سے محبت و شغف کے نتیجے ہی میں کیا تھا اور ان پر واضح کر دیا تھا کہ اگر تورات اور انجیل پر عمل کرو گے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں دنیا میں سر بلندی عطا کرے گا اور آخرت میں جنت نعیم سے نوازے گا۔

آج یہی کام امت مسلمہ کو بھی کرنا ہے۔ یعنی اقامت دین کا فریضہ انجام دینا ہے۔ لیکن یہ امت اسے کس قدر انجام دے رہی ہے یا اس سے کس قدر غافل ہے، اس سے ہر کس و ناکس بخوبی واقف ہے۔

فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُم. (البقرۃ:۱۵۲)

”تم مجھے یاد رکھو، میں تمھیں یاد رکھوں گا۔“

اللہ کا یاد رکھنے اور اس کی مدد کرنے کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین سے پوری زندگی میں ہدایت و رہنمائی حاصل کی جائے اور اس دین کو پوری دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دین پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر (۳۵)

(مولانا امانت اللہ اصلاحیؒ کے افادات کی روشنی میں)

ڈاکٹر محی الدین غازی
mohiuddin.ghazi@gmail.com

(۱۵۶) تعجیل اور استعجال میں فرق

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ . [یونس:۱۱]

”اگر اللہ لوگوں کے لیے عذاب کے معاملے میں ویسی ہی سبقت کرنے والا ہوتا جس طرح وہ ان کے ساتھ رحمت میں سبقت کرتا ہے، تو ان کی مدت تمام کردی گئی ہوتی“۔ (امین احسن اصلاحی)

آیت مذکورہ کے اس ترجمے میں صاحب تدبر نے تعجیل اور استعجال دونوں کا ایک ہی ترجمہ کردیا ہے۔ جب کہ قرآن مجید کے دیگر تمام مقامات پر انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کا پورا لحاظ کیا ہے۔ قرآنی استعمالات کے مطابق تعجیل کا مطلب کام کو جلدی کرنا اور استعجال کا مطلب ہے کام کی جلدی کرنا، جلدی مچانا اور کام جلد ہوجانے کی طلب کرنا۔ اس فرق کو سامنے رکھیں تو مذکورہ بالا ترجمہ درست نہیں رہ جاتا ہے۔

اس ترجمے کے غلط ہونے کی ایک اور بڑی وجہ ہے، اور وہ یہ کہ اس میں **اسْتِعْجَالَهُم** میں **هُم** ضمیر کو فاعل کی ضمیر ماننے کے بجائے مفعول کی ضمیر مانا گیا ہے، جب کہ قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص سے جلدی کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ استعجال کا مفعول بہ ہوتا ہے، یا جس چیز کا استعجال کیا جاتا ہے وہ مفعول بہ ہوتا ہے یا اس پر باء داخل ہوتا ہے جو مذکورہ بالا آیت میں الخیر پر داخل ہے۔ جیسے أتی أمر

اللہ فلا تستعجلوہ اور ویستعجلونک بالعذاب پہلی مثال میں مفعول بہ وہ ہے جس کی جلدی کی جارہی ہے اور دوسری مثال میں مفعول بہ وہ ہے جس سے جلدی کا مطالبہ کیا جارہا ہے، اور جس چیز کی جلدی کی جارہی ہے اس پر باء داخل ہے، الغرض جس کے سلسلے میں استعجال کیا جاتا ہے وہ مفعول بہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس پر لام داخل ہوتا ہے، یعنی یہ کہنے کے لیے کہ زید نے عمرو کے لیے خیر کی جلدی کی استعجل زید عمروا الخیر یا بالخیر کہنا درست نہیں ہوگا، اس کے بجائے استعجل زید لعمرو بالخیر کہا جائے گا۔ یہاں صاحب ترجمہ نے عام ترجموں سے ہٹ کر استعجال کو فاعل کے بجائے مفعول کی طرف مضاف مانتے ہوئے ترجمہ کیا ہے، تاہم یہ بات وہ ملحوظ نہیں رکھ سکے کہ استعجال کا فعل اس مفہوم کے ساتھ اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ غرض صحیح توجیہ یہی ہے کہ استعجال کو فاعل کی ضمیر کی طرف مضاف مانا جائے، اور اس طرح درست ترجمہ وہی ہے جو عام طور سے لوگ کرتے ہیں، ازراہِ مثال کچھ ترجمے ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

> ''اگر کہیں اللہ لوگوں کے ساتھ برا معاملہ کرنے میں بھی اتنی ہی جلدی کرتا جتنی وہ دنیا کی بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی مہلت عمل کبھی کی ختم کردی گئی ہوتی''۔ (سید مودودی)
>
> ''اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا''۔ (احمد رضا خان)
>
> ''اور اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں۔تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی''۔
> (فتح محمد جالندھری)

مولانا امانت اللہ اصلاحی اس آیت کے معروف ترجمے میں ایک اور اہم اضافہ کرتے ہیں، ان کا تجویز کردہ ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''اگر اللہ لوگوں کے لیے عذاب کے معاملے میں ویسی ہی جلدی کرتا جس طرح یہ اس کے لیے جلدی مچاتے ہیں جیسے خیر کے لیے مچا رہے ہوں تو ان کی مدت تمام کردی گئی ہوتی''۔ (امانت اللہ اصلاحی)

گویا اس میں ایک تشبیہ مضمر ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں ان کی خیر کے لیے جلدی

مچانے کی بات نہیں ہے بلکہ اس جلدی کی بات ہے جو وہ لوگ شر یعنی عذاب کے لیے اس طرح کررہے ہیں جیسے کہ وہ خیر کے لیے جلدی کررہے ہوں، جسے ایک دوسرے مقام پر کہا گیا: **ویــدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر.** (سورۃ الاسراء: ۱۱)

(۱۵۷) تشبیہ مرکب کا ترجمہ

تشبیہ مرکب کو تشبیہ تمثیل بھی کہتے ہیں، اس میں مشبہ بہ کوئی ایک چیز نہیں بلکہ مذکورتمام چیزوں سے مل کر ایک مکمل صورت حال ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں اس تشبیہ کا استعمال کئی جگہ ہوا ہے، ایسے مقامات پر بعض لوگوں سے ترجمہ کرتے ہوئے کبھی کبھی تشبیہ مرکب کے بجائے تشبیہ بسیط کا ترجمہ ہوجاتا ہے۔ درج ذیل مثالوں سے بات واضح ہوجائے گی۔

(۱) إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاء أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالأَنْعَامُ حَتَّىَ إِذَا أَخَذَتِ الأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلاً أَوْ نَهَاراً فَجَعَلْنَاهَا حَصِيداً كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالأَمْسِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ. [یونس:۲۴]

زمخشری اس تشبیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

هذا من التشبيه المركب، شبهت حال الدنيا فى سرعة تقضيها وانقراض نعيمها بعد الاقبال، بحال نبات الارض فى جفافه وذهابه حطاماً بعد ما التف ونكائف، وزين الارض بخضرته ورفيفه «4» فَاختَلَطَ بِهِ فاشتبک بسببه حتى خالط بعضه بعضاً.

(تفسير الزمخشرى)

آیت مذکورہ کے ترجمے ملاحظہ کریں؛

’’دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہوکر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار، جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہوگئی، پھر

عین اُس وقت جبکہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اُٹھانے پر قادر ہیں، یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں''۔ (سید مودودی)

''پس دنیاوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا۔۔۔'' (محمد جونا گڑھی)

یہ دونوں ترجمے تشبیہ مرکب کے مطابق کیے گئے ہیں، جبکہ ذیل کے ترجموں میں یہ رعایت نہیں محسوس ہوتی ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دنیا کی زندگی کو پانی یا بارش سے تشبیہ دی گئی ہے، حالانکہ دنیا کی زندگی پانی سے مشابہ نہیں ہے بلکہ اس پوری مرحلہ وار صورت حال سے مشابہ ہے جس کے کئی مراحل ہیں، اور جس کا صرف پہلا ایک مرحلہ بارش کا ہونا ہے۔

''دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا۔۔۔'' (احمد رضا خان)

''دنیا کی زندگی کی مثال مینھ کی سی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے برسایا۔'' (فتح محمد جالندھری)

''اس دنیا کی زندگی کی تمثیل یوں ہے جیسے بارش کہ ہم نے اسے آسمان سے برسایا۔۔۔'' (امین احسن اصلاحی)

یہ تینوں ترجمے تشبیہ مرکب کی ترجمانی نہیں کرتے ہیں۔

(۲) وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيماً تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِراً. [الکہف: ۴۵]

''اور اے نبیؐ! انہیں حیات دنیا کی حقیقت اِس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسا دیا تو زمین کی پَود خوب گھنی ہو گئی، اور کل وہی نباتات بھُس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''۔ (سید مودودی)

''اور ان کو اس دنیوی زندگی کی تمثیل سناؤ کہ اس کو یوں سمجھو کہ بارش ہو جس کو

ہم نے آسمان سے اتارا، پس زمین کی نباتات اس سے خوب اپجیں، پھر وہ چورا ہوجائیں، جس کو ہوائیں اڑائے لیے پھریں''۔ (امین احسن اصلاحی)

''اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کردو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔ پھر وہ چورا چورا ہوگئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں''۔ (فتح محمد جالندھری)

''ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی) بیان کرو جیسے پانی جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا (نکلا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہوجاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں''۔

(محمد جوناگڑھی)

مذکورہ بالا چار ترجموں میں پہلے دو ترجمے تشبیہ تمثیل کے مطابق ہیں، جبکہ بعد کے دونوں ترجموں میں تشبیہ تمثیل کی رعایت نہیں ہوسکی ہے۔

(۳) مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِیْ اسْتَوْقَدَ نَاراً فَلَمَّا أَضَاءتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمَاتٍ لاَّ یُبْصِرُونَ. [البقرۃ:۱۷]

''اِن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اُس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے اِن کا نور بصارت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا''۔

(سید مودودی)

''ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے لوگوں کے لیے آگ جلائی۔ جب آگ نے اس کے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور ان کو ایسی تاریکی میں چھوڑ دیا جس میں ان کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے''۔ (امین احسن اصلاحی) (اس ترجمہ میں "لوگوں کے لیے" زائد ہے، "ایسی تاریکی" کی جگہ بس تاریکیوں ہونا چاہیے، اور "سجھائی نہیں دیتا" ہونا چاہیے)

''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جس نے (شبِ تاریک میں) آگ جلائی۔ جب آگ نے اس کے اردگرد کی چیزیں روشن کیں تو خدا نے ان کی روشنی زائل کر دی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے''۔

(فتح محمد جالندھری)

''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے''۔(محمد جوناگڑھی)

مذکورہ بالا چاروں ترجموں میں پہلے دونوں میں تشبیہ مرکب کی رعایت ہے، جبکہ بعد والے دونوں ترجموں میں تشبیہ مرکب کی رعایت نہیں ہوسکی ہے۔

(۴) أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِيْ آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ واللّهُ مُحِيْطٌ بِالْكافِرِيْنَ. [البقرۃ:۱۹]

''یا ایسی ہے جیسے آسمان سے بارش ہورہی ہو، اس میں تاریکی ہو، کڑک ہو، اور چمک ہو۔ یہ کڑکے کی وجہ سے موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونسے لے رہے ہوں''۔(امین احسن اصلاحی، اس ترجمے میں تاریکی کی جگہ تاریکیاں اور کڑک کی جگہ گرج ہونا چاہیے)

''یا پھر ان کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہورہی ہے اور اس کے ساتھ اندھیری گھٹا اور کڑک چمک بھی ہے، یہ بجلی کے کڑاکے سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونسے لیتے ہیں''۔(سید مودودی)

''یا ان کی مثال مینھ کی سی ہے کہ آسمان سے (برس رہا ہو اور) اس میں اندھیرے پر اندھیرا (چھا رہا) ہو اور (بادل) گرج (رہا) ہو اور بجلی (کوند رہی) ہو تو یہ کڑک سے (ڈر کر) موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں دے لیں''۔(فتح محمد جالندھری)

''یا آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں اور گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں''۔
(محمد جوناگڑھی)

یہاں بھی بعد والے دونوں ترجموں میں تشبیہ مرکب کی رعایت نہیں ہوسکی۔

آخر الذکر دونوں تمثیلوں کے بارے میں زمخشری لکھتے ہیں:

والصحيح الذى عليه علماء البيان لا يتخطونه: أنّ التمثيلين جميعا من جملة التمثيلات المركبة دون المفرّقة، لا يتكلف الواحد واحد شيء يقدر شبهه به، وهو القول الفحل والمذهب الجزل ... ومما هو بين فى هذا قول لبيد:

وما النَّاسُ الّا كالدِّيَارِ وأهلُهَا ... بِهَا يَومَ حَلُوهَا وغَدواً بَلَاقِعُ

لم يشبه الناس بالديار، وانما شبه وجودهم فى الدنيا وسرعة زوالهم وفنائهم، بحلول أهل الديار فيها ووشك نهوضهم عنها، وتركها خلاء خاوية.

پروفیسر عبید اللہ فہد فلاحی شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے سرفراز

تمام فلاحی برادران کے لیے یہ خبر باعثِ مسرت ہے کہ تیرہواں شاہ ولی اللہ ایوارڈ شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کے صدر پروفیسر عبید اللہ فہد فلاحی کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز (IOS) کی جانب سے دیا جانا منظور کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ مختلف اسلامی علوم پر اختصاص کی بنیاد پر ہر سال یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ امسال کے ایوارڈ کے لیے 'علم سیاست اسلامی تناظر میں' موضوع کا انتخاب ہوا تھا اور پورے ملک میں اس کی تشہیر کی گئی تھی۔ ماہرین علم کے تجویز کردہ ناموں کی روشنی میں آئی او ایس کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کے اتفاق رائے سے پروفیسر موصوف کے نام کا اعلان کر دیا ہے۔ ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی نے اسلام کے تصور سیاست اور مسلمانوں کی سیاسی فکر پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔

حقوق انسانی اور اسلام

ڈاکٹر محمد اسامہ شعیب
گیسٹ فیکلٹی، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
موبائل: 9911319959-91+، ای میل: usama9911@gmail.com

موجودہ دور میں 'حقوق انسانی' کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے اور یہ آج کا ایک زندہ موضوع (Burning Topic) ہے۔انسانی حقوق کی مختلف تنظیمیں اور کمیشن قومی اور بین الاقوامی سطح پر کام کر رہی ہیں۔ جہاں بھی بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے ان کی طرف سے اس کے ازالے کی کوشش کی جاتی ہے۔لیکن ان سب کے باوجود انسانیت خودغرضی کی وجہ سے حیوانیت اور درندگی کی طرف بڑھ رہی ہے اور انسان باہمی محبت، اخوت اور ہمدردی کے بجائے ایک دوسرے کے حقوق غصب کر رہا ہے۔آج بعض واقعات کا سہارا لے کر مخالفینِ اسلام کی پوری کوشش ہے کہ انسانی حقوق کے سلسلے میں اسلام اور اس کی تعلیمات کو کم زور اور کم تر ثابت کیا جائے۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا عطا کردہ حقوق ہی انسانیت کے لیے باعثِ رحمت ہے۔

اسلامی انسانی حقوق کی خوبیاں

اسلامی انسانی حقوق انسانوں کے تیار کردہ حقوق سے زیادہ جامع اور مختلف پہلوؤں سے ممتاز ہے:

(۱)اسلام نے بنیادی حقوق انسانوں کو بذاتِ خود عطا کیے ہیں،حقوق کے لیے ان کو حکمرانوں سے جنگ نہیں کرنی پڑی۔افراد کو حقوق اس لیے حاصل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا مستحق قرار دیا ہے اور ریاست کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ان حقوق کا تحفظ کرے اور اس

کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فالامام الذی علی الناس راع، و ھو مسئول عن رعیتہ. (۱)

''امام جو لوگوں پر حکمرانی کر رہا ہے وہ ان کا نگراں ہے،اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ بنیادی حقوق دائمی اور غیر متبدل ہیں۔جن امور میں اس نے انسان کو آزادی دی ہے،ان میں کسی کو مداخلت کرنے کا حق نہیں ہے،حتیٰ کی خلیفۂ وقت یا پوری امت بھی مل کر اس میں تبدیلی نہیں کر سکتی ہے۔دوسرے لفظوں میں اس کے عطا کردہ دستور کو مستقل حیثیت (Permanent Constitution) حاصل ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقاً وَّعَدْلاً لَّا مُبَدِّلِ لِکَلِمَاتِہِ. (۲)

''تمہارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔کوئی اس کے فرامین کو تبدیل کرنے والا نہیں۔''

(۳) اسلام نے انسانی حقوق کی بنیاد مذہب پر رکھی اور واضح کیا کہ 'اقتدار اعلیٰ' کا حق انسان کے بجائے صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔قرآن کہتا ہے:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ. (۳)

''فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں۔''

(۴) اسلام نے عوام کے سامنے حکمرانوں کو جواب دہ بنایا اور انہیں اس بات کا حق دیا کہ اگر وہ حکمرانوں کو حقوق وفرائض کی ادائیگی میں غافل پائیں تو ان کا محاسبہ کریں،ان کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں اور اگر پھر بھی درست نہ ہوں تو انہیں معزول کر کے دوسرے کو منتخب کر لیں۔امتِ مسلمہ کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ خلیفۂ وقت کو ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر ٹوکا گیا اور انہوں نے برا مانے بغیر اپنی اصلاح کی۔

بعض اسلامی انسانی حقوق

اس میں اسلام کے پیش کردہ بنیادی انسانی حقوق کی وضاحت کی جائے گی اور یہ وہ حقوق ہیں جو بلا تفریق ملت وعقائد سب کو حاصل ہیں۔

زندہ رہنے کا حق

اسلام نے تمام انسانوں کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے،خواہ وہ کسی بھی قوم،ملک،علاقہ، مذہب اور فکر سے تعلق رکھتا ہو۔اس کے نزدیک کسی ایک کو بلاوجہ قتل کرنا تمام انسانوں کو قتل کرنا ہے۔قرآن کہتا ہے:

مَن قَتَلَ نَفساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعاً.(۴)

''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا۔اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔''

آزادی کا حق

اسلام نے انسانوں کو شخصی آزادی،غلامی سے آزادی،عقیدے کی آزادی،اظہارِرائے کی آزادی اور نقل وحرکت اور سکونت کی آزادی وغیرہ بخشی اور اس نے آزاد انسان کو غلام بنانے اور اسے بیچ دینے سے بھی منع کیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انی مخاصم من أمتی ثلاثة یوم القیامة ومن خاصمته خصمته رجل باع حرّاً،أو أکل ثمنه.(۵)

''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت کے روز میں خود مستغیث ہوں گا۔ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے کسی آزاد کو بیچا یا اس کی قیمت کھائی۔''

اسلام نے ہر فرد کو عقیدے کی آزادی دی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيّ.(٦)

''دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے،صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔''

اسلام نے انسانوں کو اظہارِرائے کی پوری آزادی دی ہے کہ وہ ظلم کے خلاف حق بات بولیں اور ملیّ وملکی مسائل پر رائے دیں،لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس سے برائی نہ پھیلے اور نہ

ہی کسی کی دل آزاری اور نقصان ہو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ انسان میں یہ صفت اسی وقت پیدا ہوگی جب اسے اظہارِ رائے کی آزادی حاصل ہو۔

ذاتی زندگی کا حق

اسلام نے ہر فرد کو ذاتی زندگی گزارنے کا حق دیا ہے اور اس میں کسی کی مداخلت، ٹوہ، گمان، تجسس اور شک کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اسلام پرائیویسی کا اس قدر خیال کرتا ہے کہ اس نے کسی کو بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا۔ قرآن کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا .(۷)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو۔''

مزید یہ کہ اسلام نے خلیفۂ وقت کو بھی لوگوں پر بلا وجہ شک وشبہ کرنے اور ان کی جاسوسی کرنے سے روک دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انک ان أتبعت عورات الناس أفسد تهم أو كدت أن تفسد هم.(۸)

''اگر تم لوگوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں رہو گے تو انہیں بگاڑ دو گے یا بگاڑ کے قریب پہنچا دو گے۔''

مساوات کا حق

اسلام نے تمام انسانوں کو بغیر کسی امتیاز نسل و رنگ اور علاقے کے بحیثیت انسان مساوی قرار دیا اور فضیلت کی بنیاد تقویٰ پر رکھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں بھی اسی پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یا ایها الناس الا ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علیٰ عجمی و لا لعجمی علی عربی، ولا لاحمر علیٰ اسود ولا لاسود علیٰ احمر الّا بالتقویٰ.(۹)

''لوگو! خوب اچھی طرح سن لو، تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے۔ خوب اچھی طرح سن لو۔ نہ عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل ہے، نہ عجمی کو عربی

پر، نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر، اگر کسی کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔''

عہدِ نبوی، خلافت راشدہ اور بعد میں آنے والے خلفاء نے ان احکام پر سختی سے عمل کیا اور خلیفہ اور عوام، آقا اور غلام، امیر اور غریب اور مسلم اور غیر مسلم کے درمیان انصاف میں اصولِ مساوات کی ایسی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر تاریخ میں ملنا بہت مشکل ہے۔

عزت کا حق

اسلام نے نہ صرف انسان کے جان و مال کو ایک دوسرے پر حرام قرار دیا بلکہ ان کی عزت و آبرو کو بھی تا قیامت حرام ٹھہرایا ہے۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بہت مال و دولت اور جاہ و منصب والا ہو بلکہ معاشرے کا ہر فرد اپنی پیدائش سے ہی عزت دار ہے اور اس کو اسے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عسٰى أَن يَّكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسٰى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ. (۱۰)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مرد کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔''

عورت کا حق

اسلام نے جتنے حقوق عورتوں کو دیے ہیں اس سے زیادہ آج تک کسی بھی ملک کے قانون نے نہیں دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. (۱۱)

''عورتوں کے حقوق بھی معروف طریقے پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں، لیکن مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔''

شریعت نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کیا، انہیں معاشرے میں برابر کا حق

دیا،ان کا نان نفقہ متعین کیا، جائیداد میں ان کا حصہ متعین کیا،حق مہراور حق خلع دیااوران کی عزت و ناموس کی خصوصی پاس داری کی تاکید کی گئی۔اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سخت سزا متعین کی۔

جنگی حقوق

اسلام نے ہمیشہ اعتدال پسند اصول جنگ کی تبلیغ کی ہے اور جنگ کی اجازت صرف فتنہ وفساد اورظلم وزیادتی کو روکنے، بدامنی کے ماخذوں کو ختم کرنے،امن وامان قائم کرنے ،انسانی زندگی کی جائز حفاظت اور حقیقی اقدار کے لیے دی ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فوجوں کو روانہ کرتے وقت انسانی حقوق سے متعلق باقاعدہ ہدایات دی جاتی تھیں۔چناں چہ آپؐ سپہ سالار اور فوج کو پہلے تقویٰ اور خوفِ خدا کی نصیحت کرتے پھر ارشاد فرماتے:

اغزوا بسم الله، و فی سبیل الله،قاتلوا من کفر بالله،ولا تغلّوا، و لا تغدروا، و لا تمثلوا، و لا تقتلوا ولیداً. (۱۲)

''جاؤاللہ کا نام لے کر اور اللہ کی راہ میں،لڑو ان لوگوں سے جو اللہ سے کفر کرتے ہیں مگر جنگ میں کسی سے بدعہدی نہ کرو،غنیمت میں خیانت نہ کرو،مثلہ نہ کرواور کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔''

بحالتِ جنگ انسانی حقوق میں سے چند کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

سفراء کے قتل پر روک

اسلام نے سفیروں کو قتل کرنے سے بھی روکا ہے،خواہ وہ کتنا ہی گستاخانہ پیغام لائیں۔مسیلمہ کذاب کا سفیر عبادہ بن الحارث جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا:

لو لا أنک رسول لضربت عنقک. (۱۳)

''اگر تم قاصد نہ ہوتے تو میں تیری گردن مار دیتا۔''

حالتِ غفلت میں دشمن پر حملہ کی ممانعت

اسلام سے قبل دشمنوں پر رات یا رات کے آخری پہر میں غفلت کی حالت میں حملہ کیا

جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ صبح سے پہلے حملہ نہ کیا جائے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

کان اذا جاء قوماً بلیل لم یغر علیھم حتیٰ یصبح. (۱۴)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی دشمن قوم پر رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے تھے۔''

تکلیف دے کر قتل کرنے پر روک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو باندھ کر یا تکلیف دے کر مارنے اور قتل کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ایوب انصاریؓ سے مروی ہے:

نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل الصبر. (۱۵)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتلِ صبر (باندھ کر مارنے) سے منع فرمایا ہے۔''

آگ سے جلا کر مارنے پر روک

اسلام سے قبل جنگ میں قیدیوں یا دشمنوں کو آگ میں زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا:

لا ینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار. (۱۶)

''آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے اور کسی کو سزاوار نہیں۔''

قیدیوں کے قتل پر روک

اسلام نے قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کرنے، نامناسب سزا دینے اور قتل کرنے سے منع کیا ہے اور حکومت کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو انہیں بلا فدیہ آزاد کر دیا جائے یا فدیہ لے کر آزاد کیا جائے۔ قرآن کہتا ہے:

حَتَّى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا۔(۱۷)

''یہاں تک کہ جب تم انہیں اچھی طرح کچل دو تب قیدیوں کو مضبوط باندھو، اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) یا تو احسان کر کے چھوڑ و یا فدیہ لے کر، تا آں کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔''

اسلام کی طرف سے انسانی حقوق کی ان بے مثال تعلیمات نے دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔اس انقلاب کے لیے کل ۱۹ اور بعض روایتوں کے مطابق ۲۷ غزوات (امام بخاری نے غزوات کی تعداد زید بن ارقمؓ کے حوالے سے انیس (۱۹) لکھی ہے۔(۱۸) اور ۵۴ سرایا اور بعض کے مطابق ۵۶ سرایا ۲ھ سے ۹ھ کے درمیان آٹھ سال کی مدت میں ہوئے۔اگر ان لڑائیوں کو جارحانہ اور اقدامی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ان میں مجموعی طور سے ۲۵۹ مسلمان شہید ہوئے۔مخالفین کی طرف سے مجموعی طور سے ۷۵۹ افراد قتل کیے گئے اور ۶۵۶۴ قیدی بنائے گئے، جن میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ لطف و احسان بلا کسی شرط کے آزاد فرما دیا تھا۔(۱۹)

اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق سے واضح ہوتا ہے کہ یہ زیادہ جامع، مفصل اور مؤثر ہیں۔یہی وہ نظام اور ضابطۂ حیات ہے جو موجودہ دور کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے اور انسانی فلاح و بہبود کا راز بھی اسی میں مضمر ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے دنیا کے سامنے صحیح طریقے سے پیش کیا جائے۔

مراجع وحواشی

(۱) صحیح بخاری: ۱۳۸۷ (۲) سورۂ الانعام: ۱۱۵ (۳) سورۂ الانعام: ۵۷

(۴) سورۂ المائدۃ: ۳۲ (۵) مسند زید: ۲۲۹/۱ (۶) سورۂ البقرۃ: ۲۵۶

(۷) سورۂ النور: ۲۷ (۸) اُبوداوٗد: ۴۸۸۸ (۹) مسند احمد: ۴۱۱/۵

(۱۰) سورۂ الحجرات: ۱۱ (۱۱) سورۂ البقرۃ: ۲۲۸ (۱۲) ترمذی: ۱۶۱۷

(۱۳) ابوداوٗد: ۲۶۲۷ (۱۴) ترمذی: ۱۵۵۰ (۱۵) ابوداوٗد: ۲۶۸۷

(۱۶) ابوداوٗد: ۲۶۷۵ (۱۷) سورۂ محمد: ۴ (۱۸) صحیح بخاری: ۳۹۴۹

(۱۹) قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، مرکز الحرمین الاسلامی، فیصل آباد، پاکستان، ۲۰۰۷ء، جلد ۲، صفحہ ۴۶۲-۴۶۳

ہم رمضان المبارک کیسے گزاریں؟

عبد الحی اثری، نئی دہلی

رمضان المبارک اسلامی تاریخ وثقافت کا ایک معروف،محترم اور بابرکت مہینہ ہے۔یہ نزولِ قرآن اوراللہ کی خاص رحمتوں،صبر،فراخیِ رزق،مواسات، جنت میں داخل ہونے اورجہنم سے آزادی حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔کچھ مواقع باربار ہماری زندگی میں آتے ہیں اورہم خوش نصیب ہیں کہ رحمت،مغفرت اورانتہائی بابرکت رات اپنے دامن میں لیے یہ ماہ مبارک ہماری زندگی میں آنے والا ہے،اس لیے اسی قدراہتمام کے ساتھ ہمیں اس کا استقبال کرنا چاہیے۔نبی کریمﷺ رمضان کی آمد سے قبل صحابہ کرامؓ کے سامنے اس مہینے کی عظمت وفضیلت بیان کرتے اوراس کی برکتوں اوررحمتوں سے اپنے دامن کو بھرنے کے لیے پوری کوشش اورسعی وجہد کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔شعبان کی آخری تاریخ کونبی کریمﷺ نے رمضان کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا:

> لوگو!تم پر ایک بہت عظمت وبرکت کا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزارمہینوں سے بہتر ہے۔خدا نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیے ہیں اورقیام لیل کونفل قرار دیا ہے۔جوشخص اس مہینے میں دل کی خوشی سے بطور خود کوئی ایک نیک کام کرے گا وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اورجوشخص اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا۔اور یہ صبر کا مہینہ ہے اورصبر کا ثواب جنت ہے۔یہ ایک دوسرے کے ساتھ

ہمدردی کرنے کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں کسی روزے دار کا روزہ کھلوائے تو وہ اس کے گناہوں کی مغفرت اوراس کی گردن کو دوزخ کی سزا سے بچانے کا ذریعہ ہے اوراس کے لیے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس روزے دار کے لیے روزہ رکھنے کا ہے، بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہﷺ! ہم میں سے ہرایک کو یہ توفیق میسر نہیں ہے کہ کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے، رسول اللہﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ اجر اس شخص کو بھی دے گا جو کسی روزہ دار کو دودھ کی لسی سے روزہ کھلوادے یا ایک کھجور کھلا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے۔اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پانی پلائے گا، پھر اسے پیاس محسوس نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے آغاز میں رحمت ہے، وسط میں مغفرت ہے اور آخر میں دوزخ سے رہائی ہے۔'' (بیہقی)

رمضان المبارک کا استقبال ہم کس طرح کریں کہ اس ماہِ مبارک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں اور اپنی زندگی میں تبدیلی لاکر سال بھر کے لیے زادراہ تیار کرلیں۔اس تعلق سے ان امور پر خاص توجہ دینی چاہیے، تاکہ اس سے بہتر طور سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

(۱) چاند دیکھنے کا اہتمام

رمضان کا آغاز اوراختتام چاند دیکھنے سے ہوتا ہے۔ ماہ صیام کا مقصود تقویٰ کا حصول ہے اور تقویٰ کے حصول کا سلسلہ ماہ رمضان کے آغاز کے لیے چاند کو تلاش کرنے سے شروع ہوجاتا ہے۔گویا یہ رمضان کے مہینے کا پہلا سبق ہے۔اس لیے پورے اہتمام اور اشتیاق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں اور چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

اللّٰہ اکبر اللّٰھم اھلَّہُ علینا بالامن و الایمان و السلامۃ و الاسلام وا لتوفیق لِما تحب وترضیٰ. ربنا وربک اللہ

''اللہ سب سے بڑا ہے۔خدایا! یہ چاند ہمارے لیے امن وایمان وسلامتی

اور اسلام کا چاند بنا کر طلوع فرما اور ان کاموں کی توفیق کے ساتھ جو تجھے
محبوب اور پسند ہیں۔ اے چاند! ہمارا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔‘‘

(۲) نیت اور ارادہ

ہر کام کے لیے نیت اور ارادہ کرنا ضروری ہے۔ نیت اور ارادہ انسانوں کو کسی کام کے لیے چوکس و متحرک رکھتا ہے، محنت و جفاکشی کے لیے آمادہ و تیار کرتا ہے اور عمل پر ابھارتا ہے۔ اگر کام کی نیت درست ہو تو اس میں نتیجہ خیزی پیدا ہوتی ہے۔ چاند دیکھنے کے بعد ہی سے پورے رمضان میں کرنے والے اعمال کے لیے نیت اور ارادہ کر لینا چاہیے، تاکہ پورے شعور و احساس کے ساتھ رمضان گزاریں۔ اس کے لیے ہم اپنی نیت کو خالص کر کے رمضان کا استقبال کریں کہ تمام نیکیوں اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(۳) ذاتی محاسبہ

رمضان المبارک کے استقبال کے لیے جہاں ہم بہت سی تیاری اور اہتمام کرتے ہیں وہیں ہمیں اپنی روحانی اور ذاتی حالت بھی توجہ دینا چاہیے، تاکہ تقویٰ دل میں اپنا مقام بنا لے اور قلب ہر طرح کی برائیوں سے پاک و صاف ہو جائے۔

رمضان کے شروع ہی میں کوئی اچھی عادت اپنانے اور کسی بری عادت کو ترک کرنے کا ارادہ کر لیں اور اس ماہ میں اس پر پوری طرح عمل کریں۔ اس بابرکت مہینے میں جو بھی منصوبہ بنایا جائے گا اس میں اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوگی۔

(۴) نیکی کی جستجو

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ جس طرح بارش کا ایک موسم ہوتا ہے اور اس میں ہر چیز نشوونما پاتی ہے، ہر عمل نیکی کے بیج سے پھوٹ کر پھل پھول لاتا ہے، اس مہینے میں نفل فرض کے برابر اور فرض کا ثواب سات سو گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ نیکیوں کے اجتماع کا مہینہ ہے، اس ماہ میں تھوڑی سی کوشش اور ارادے سے بھی ہر آدمی کی طبیعت نیکی کی طرف راغب اور گناہوں سے بچنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ نیکی کے راستوں پر چلنے کی سہولت اور توفیق عام

ہوجاتی ہے اور برائی کے مواقع کم سے کم ہوجاتے ہیں۔نیکی کی طلب اور جستجو مومن کی فطرت کا جز ہے،وہ نیکی کا حریص ہوتا ہے۔اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکی اور بھلائی کا کام کرنا چاہیے۔

(۵) برے کاموں سے اجتناب

روزہ کا ایک اہم مقصد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا بھی ہے۔ایسے تمام کاموں اور باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے جو اللہ اور اس کے رسولﷺ کو ناراض کرنے والی ہیں۔ جیسے جھوٹ بولنا،گندی اور لغو باتیں کرنا،غیبت اور چغل خوری، بداخلاقی، بہتان تراشی، امانت میں خیانت،ظلم اور زیادتی، دوسروں کی حق تلفی، ناجائز منافع خوری، فتنہ وفساد، آپس میں دشمنی پیدا کرانا وغیرہ۔اللہ اور اس کے رسولﷺ کی نافرمانی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کے احکام کی پابندی اور اطاعت وفرماں برداری کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا آغاز زبان کی حفاظت سے کریں۔اگر کوئی شخص زبان کی حفاظت کرلے تو بہت سی معصیتوں سے چھٹکارا پاسکتا ہے اور رمضان المبارک کے روزے اس کے لیے بہت مفید ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔

(۶) خدمت خلق

حدیث میں اس مہینے کو شہر المواسات کہا گیا ہے۔روزہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ روزہ دار کے اندر انسانیت کا درد پیدا ہو۔وہ دنیا میں صرف اپنے لیے نہیں جیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی جینا سیکھے روزہ اسلامی معاشرے میں ہمدردی اور غم خواری کی ایک فضا پیدا کردیتا ہے۔انسان جب روزے کی حالت میں بھوکا پیاسا ہوتا ہے۔تو اس کے اندر غریبوں، فاقہ کشوں،محتاجوں، بے کسوں اور مظلوموں کے دکھ درد کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ ان کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

خدمت خلق کا دائرہ بہت وسیع ہے۔بھوکوں کو کھانا کھلانا، غریب اور محتاجوں کی اعانت،اور مریضوں کا علاج اور ان کی صحیح دیکھ بھال،یتیمون،مسکینوں اور بھوکوں کی مدد،رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی،روزہ دار کو افطار کرانا اور انفاق فی سبیل اللہ۔

(۷) قرآن مجید سے شغف

رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ قرآن مجید جس مقصد کے لیے نازل ہوا ہے، روزہ اس کے حصول کے لیے مومن کو مستعد و تیار کرتا ہے، قوت وصلاحیت دیتا ہے۔ اس ماہ کا حاصل قرآن مجید کو سننا، اس کی تلاوت کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔

آغاز رمضان ہی سے یہ نیت کرلیں کہ قرآن مجید کو سننا اور پڑھنا اپنے رب کی رضا کے لیے ہوگا۔ اس تمنا اور امید کے ساتھ کہ یہ کام میرے عمل کا حصہ بن جائے، تراویح کے اندر ہم پورا قرآن مجید سنتے ہیں، اس پر اکتفانہیں کرنا چاہیے، بلکہ الگ سے اس کی تلاوت اور اس کو سمجھنے کے لیے ترجمہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

اس کے لئے مناسب ہوگا کہ ایک مقدار متعین کرلیں کہ اتنا قرآن روزانہ متن اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا ہے۔ قرآن مجید کی کچھ سورتیں حفظ کرنے کی کوشش کریں اور قرآن کا جو حصہ پہلے سے حفظ ہو اس کو دہراتے رہنا چاہئے۔ درس قرآن کی مجلسوں کا اہتمام کریں۔ اس طرح اس مہینے میں قرآن مجید سے اپنے عملی تعلق کو مضبوط کرلیں۔

(۸) ذکر و تسبیح

اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ کام ذکر ہے۔ ایک بندۂ مومن زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہیے یہ درحقیقت اسلامی زندگی کی علامت ہے اور یہ عبادت آدمی ہر وقت اور ہر حالت میں ادا کرسکتا ہے۔ اپنی زبان سے، دل سے اور اپنے اعضاو جوارح سے۔ ذکر آدمی کی زندگی کا مستقل تعلق اللہ اور اس کی بندگی سے جوڑے رکھتا ہے۔

(۹) دعا

عبادت کا مغز اور مومن کا ہتھیار ہے۔ اس کے نتیجے میں مومن کو تسکین روح اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ رمضان المبارک میں دعا کا خاص اہتمام ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کرنے کے ساتھ دعا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور بطور خاص پہلے عشرے میں رحمت، دوسرے عشرے میں مغفرت اور تیسرے عشرے میں نار جہنم سے رہائی

کی کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔

اس مہینے کا اس کے شایان شان استقبال کریں۔اس کے روزے آداب و شرائط کے ساتھ رکھیں،نیت میں خلوص ہو،صرف فرض نمازوں کو کافی نہ سمجھیں بلکہ نوافل کا بھی فی اہتمام کریں،قرآن مجید سے اپنا تعلق مضبوط کریں،انسانوں کے لیے سراپا خدمت اور ان کے غم خوار بن جائیں۔معصیت سے بچنے کے لیے ذکر ودعا کو اپنا ہتھیار بنائیں اور نبی کریم ﷺ کی اس تنبیہ کو اچھی طرح یاد رکھیں: ''کتنے روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزہ سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جن کو اپنی نمازوں سے رت جگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''(دارمی)

روزہ، رمضان اور نوجوان

محمد اسامہ عظیم فلاحی
ریسرچ اسکالر، پنجاب یونی ورسٹی

رمضان۔تبدیلی وانقلاب کا مہینہ

رمضان ایک مومن کے لیے تبدیلی وانقلاب کا مہینہ ہے۔اسی مہینہ میں نزول قرآن یعنی ہدایت الٰہی کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ رمضان اسی لیے آتا ہے اور بار بار آتا ہے، تاکہ مومن اپنے آپ کو اس قرآن کے مطابق تبدیل کرے اور وہ اتنا تبدیل ہوجائے کہ پوری دنیا میں تبدیلی و انقلاب لا سکے۔صحابہ کرامؓ کی سیرت و تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے۔ رمضان اور اس کی رحمت و برکت ذاتی واجتماعی انقلاب کے لیے ایک مخصوص ماحول فراہم کرتی ہے۔اور ذاتی تبدیلی کے بعد اجتماعی انقلاب وتبدیلی کے پر مشقت مراحل ومنازل کو کوئی طبقہ اگر آسان بنا سکتا ہے تو وہ صرف نوجوان طبقہ ہے۔ رمضان نوجوانوں سے کچھ خصوصی مطالبہ کرتا ہے، اور اگر مسلم نوجوان اس رمضان سے اسی طرح استفادہ کرنے لگے جیسے کہ صحابہ واسلاف نے کیا تھا، تو پھر ماضی جیسا انقلاب لانے میں انہیں نہ تو دیر لگے گی اور نہ بے یقینی کی کیفیت ان میں پیدا ہوگی۔

یہ مہینہ ہے تیاری کا، یہ مہینہ ہے تقویٰ کا، یہ مہینہ ہے آپسی بھائی چارے کا، یہ مہینہ ہے دکھے دلوں کو جوڑنے کا، یہ مہینہ ہے حق کے لیے طاقت حاصل کرنے کا، یہ مہینہ ہے کفر ونفاق کے خلاف فولاد بننے کا۔غرض یہ کہ اس مہینہ کی عظمت اور برکت بہت عظیم ہے۔

رحمت وبرکت کے خزانے کس کے لیے؟

ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر اس شخص کے حصہ میں آجائیں جو اس

مہینہ کو پالے۔ جب بارش ہوتی ہے تو مختلف ندی نالے اور تالاب اپنی وسعت و گہرائی کے مطابق ہی اس کے پانی سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں۔ اسی طرح جب پانی کسی چٹان یا بنجر زمین پر گرتا ہے تو اس کے اوپر ہی سے بہہ جاتا ہے اور اس کو کوئی نفع نہیں پہنچاتا، لیکن اگر زمین زرخیز ہو تو لہلہا اٹھتی ہے، یہی حال انسان کی فطرت کا ہے۔ رمضان المبارک کے ان خزانوں سے اسی وقت کچھ مل سکتا ہے جب دل نرم اور آنکھیں نم ہوں گی، ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں گے اور اپنی صلاحیت و استعداد کی حفاظت کریں گے تو بیج پودا بنے گا اور پودا درخت، درخت اعمال صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اٹھیں گے اور آپ ابدی بادشاہت کی فصل کاٹیں گے۔ لیکن اگر دل پتھر کی طرح سخت ہوں گے اور آپ غافل کسان کی طرح سوتے پڑے رہ جائیں گے تو روزہ وتراویح اور رحمت و برکت کا سارا پانی بہہ جائے گا اور آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔ یقیناً توفیق اور نصرت الٰہی کے بغیر ایک قدم نہیں بڑھ سکتے، لیکن یہ توفیق بھی اسی کو ملتی ہے جو کوشش اور محنت کرتا ہے۔ ذرا دیکھیے تو اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے؟ آپ اس کی طرف ایک بالشت چلیں گے تو وہ آپ کی طرف دو بالشت بڑھے گا، آپ اس کی طرف چلنا شروع کریں گے تو وہ آپ کی طرف دوڑتا ہوا آئے گا۔ لیکن آپ کھڑے رہیں، پیٹھ پھیر کر غافل اور لاپرواہ ہو جائیں، تو بتایئے کہ توفیق الٰہی آپ کے پاس کیسے آئے گی؟ بڑی بدنصیبی کی بات ہوگی کہ رمضان کا پورا مہینہ گزر جائے، رحمتوں اور برکتوں کے ڈول کے ڈول انڈیلے جائیں اور آپ کی جھولی خالی رہ جائے۔ کچھ کرنے اور اپنے حصے کی رحمتیں لوٹنے کے لیے کمر کس لیجیے اور نبی کریم ﷺ کی اس تنبیہ کو اچھی طرح یاد رکھیے:

> ''کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی راتوں کو نماز (تراویح) پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی نمازوں سے رات جگائی کے سوا کچھ نہیں ملتا''۔ (مشکوٰۃ)

روزہ دار اور عبادت گزار نوجوان

اس ماہ مبارک سے سب سے زیادہ استفادہ کسی طبقہ کو کرنا چاہیے اور کر سکتا ہے تو وہ طلبہ و

نوجوانوں کا طبقہ ہے، بہ شرطِ کہ وہ استفادہ کرنا چاہے۔ ایک حدیث کے مطابق، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرلے۔ اس سے نظر جھک جاتی ہے اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو شخص قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزے اس کے لئے ڈھال کا کام دیتے ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَائَةَ فَلْيَصُمْ)

اس حدیث کا تعلق ماہ رمضان سے تو نہیں لیکن روزہ سے ضرور ہے۔ چناں چہ اس حدیث میں روزہ کو ان نوجوانوں کے لیے ڈھال بتایا گیا ہے، جو شادی کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں یا دوسرے لفظوں میں جن کی شادی نہیں ہوئی ہو۔ ویسے ایک دوسری حدیث میں بھی روزہ کو ڈھال بتایا گیا ہے لیکن وہاں پر نوجوان کا تذکرہ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روزہ ایک ڈھال ہے، تم میں سے جس کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ گالی دے اور نہ ہی فحش گوئی کرے، اور اگر کوئی اسے گالی دے تو وہ کہے کہ میں روزے سے ہوں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصوم)

نوجوان ساتھیو! یقین جانیے، اس عمر میں ان چیزوں کا جتنا زیادہ اہتمام کرلیں، وہ آخرت کے لیے توشہ بن جائیں گی، ورنہ پینتیس چالیس کی عمر کو پہنچنے کے بعد جانتے بوجھتے اور چاہتے ہوئے بھی ان چیزوں کا اہتمام ہم نہیں کر پائیں گے۔ جن لوگوں کو ذہنی سکون نہیں ہے اور جو کرسیوں پر یا زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں یا جو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں، ان سے ہمیں عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا زبانی و عملی شکر ادا کرنا چاہیے۔ تبھی ہم ان نوجوانوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کو اللہ اس دن سایہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کہیں سایہ نہیں ہوگا۔

نوجوانوں کے لیے نمونہ

آیئے ذرا ہم قرآن میں آئیڈیل نوجوانوں کو تلاش کریں کہ کون ہیں آئیڈیل نوجوان اور کیا صفات ہیں ان کی؟ اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کے بارے میں کہتا ہے کہ ''یقیناً یہ چند نوجوان تھے، جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انہیں ہدایت میں اور زیادہ مضبوط کر دیا تھا''۔ (الکہف: ۳۱) یہ کہف یعنی غار والے نوجوان تعداد میں سات (۷) سے زیادہ نہیں تھے لیکن اللہ پر ان کا اتنا پختہ ایمان و یقین تھا کہ صرف اللہ کے بھروسے انہوں نے توحید پر جمے رہنے اور معبودان باطل کے انکار کا کھلم کھلا اعلان کر دیا تھا۔ اور اللہ نے بھی ان کی ایسی مدد کی تھی کی دشمنان دین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ موجودہ حالات جو کہ دجال سے اور زیادہ قریب تر ہوتے جارہے ہیں، ان میں اصحاب کہف بلکہ پوری سورۂ کہف کا مطالعہ بہت ہی اہم اور ضروری ہے۔ نوجوانوں کو اس کا خصوصی مطالعہ کرنا چاہیے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں تو ہمیں معلوم ہی ہے کہ نوجوانی کی عمر میں انہوں نے بس اپنے والد کے اشارے پر اپنے آپ کو ذبح یا قربان کرنے کے لیے پیش کر دیا تھا اور اپنی گردن پر چھری چلانے کی برضا و رغبت اجازت دے دی تھی۔ قربان جایئے ایسے نوجوان بیٹے اور ایسے بوڑھے باپ پر۔

یوسف علیہ السلام کے قصے کو اللہ نے قرآن میں 'احسن القصص' یعنی بہترین یا خوب صورت ترین قصہ کہا ہے۔ یوسف علیہ السلام کی بے داغ جوانی کا اگر ہم مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جیل جانا گوارا کر لیا لیکن گناہ اور بدکاری سے کوئی مصالحت نہیں کی۔ موجودہ دور میں ایسے ہی بے داغ و باکردار نوجوانوں کی ضرورت ہے۔

نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے بھی اکثر صحابہ جوان ہی تھے۔ ایک دو صحابی کو چھوڑ کر سب کے سب عمر میں نبی کریم ﷺ سے چھوٹے تھے۔ قرآن میں جابجا صحابہ و صحابیات کے کردار اور کارناموں کا تذکرہ ہے۔ حضرت بلال، مصعب بن عمیر، یاسر و آل یاسر، خباب، حضرت سمیہ، حضرت خنساء وغیرہم رضی اللہ عنہم کی بے داغ و بے باک جوانیاں ہمیں کسی اور انقلابی راستے کی طرف بلا رہی ہیں۔

روزہ خور نوجوان

مسلم نوجوانوں کو جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ رمضان کے تقاضوں سے بے نیاز ہیں تو بڑا افسوس ہوتا ہے۔ بہت سے نوجوان روزہ بھی نہیں رکھتے۔ وہ اس کی وجوہات بھی بتاتے ہیں کہ دن بہت بڑا ہوتا ہے، گرمی زیادہ ہے، پیاس قابل برداشت نہیں ہوتی، سحری نہیں کھا پاتے ہیں، نوکری یا کام کا بوجھ زیادہ ہے یا اسی طرح کی اور دوسری وجوہات یا بہانے۔ بعض نوجوانوں کو تو ان کی مائیں یا والدین ہی روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں کہ ابھی عمر ہی کیا ہے، جب کہ وہ عاقل و بالغ ہوتے ہیں۔ دیہاتوں کے مقابلے میں شہروں میں روزہ نہ رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ دراصل دین اسلام بالخصوص خوفِ آخرت کے سلسلے میں ان کی معلومات کی کمی کا عملی اظہار ہے۔ ایسے نوجوانوں کو اگر اس کا احساس دلایا جائے تو یقیناً وہ اپنی آئندہ کی زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں گے۔ ایسے بھولے بھالے نوجوانوں کو اسلام اور آخرت کے ساتھ رمضان کے روزوں کی فضیلت و اہمیت اور اجر وثواب کے سلسلے میں وارد آیات و احادیث سے واقف کرانا چاہیے نیز انہیں رمضان کا روزہ بلا عذر نہ رکھنے پر جس شدید وعید اور عذاب کا تذکرہ احادیث میں ہے اس سے ان کی تذکیر و اصلاح بھی کرنی چاہیے۔

روزہ ترک کرنے پر وعید

ابوامامۃ باہلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: 'میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر مجھے سخت اور دشوار گزار پہاڑ کے پاس لائے اور کہنے لگے: اس پر چڑھیے، میں نے انہیں کہا کہ مجھ میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں۔ وہ دونوں کہنے لگے ہم آپ کے لیے اسے آسان کردیں گے، تو میں اس پہاڑ پر چڑھ گیا۔ جب اوپر پہنچا تو وہاں شدید قسم کی آوازیں آرہی تھیں، میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں؟ وہ کہنے لگے: یہ جہنمیوں کی آہ و بکا ہے۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے جہاں پر کچھ لوگ کونچوں کے بل لٹک رہے تھے اور ان کی باچھیں کٹی ہوئی تھیں، اور ان کی باچھوں سے خون بہہ

رہا تھا، میں نے کہا یہ لوگ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے: یہ وہ لوگ ہیں جو افطاری سے قبل ہی اپنے روزے افطار کرلیا کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم) علامہ البانیؒ کہتے ہیں ہے کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو روزہ رکھنے کے بعد افطاری سے قبل ہی عمداً یعنی جان بوجھ کرروزہ توڑ دے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا: 'اسلام کے کنڈے اور دین کی بنیاد تین چیزیں ہیں، جن پر دین اسلام کی اساس قائم ہے۔جس نے بھی ان میں سے کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہےاوراس کا خون حلال ہے۔ وہ یہ ہیں: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، فرض نماز کی ادائیگی اور رمضان کے روزے۔ (مجمع الزوائد، الترغیب والترہیب)

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب الکبائر میں کہتے ہیں کہ مومنوں کے ہاں یہ بات مقرر شدہ ہے کہ جس نے بھی بغیر شرعی عذر اور مرض کے رمضان المبارک کا ایک بھی روزہ ترک کیا تو وہ زانی اور شرابی سے بھی زیادہ برا اور شریر ہے، بلکہ اس کے اسلام میں بھی شک کیا جاتا ہے اور اسے زندیق اور گمراہ شمار کرتے ہیں۔

اور ایک حدیث کے مطابق تو ساری عمر کے روزے بھی رمضان کے ایک روزے کا بدل نہیں ہوسکتے۔ چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی، بغیر کسی رخصت (معقول عذر) اور بغیر کسی مجبوری کے چھوڑا تو اگر وہ ساری عمر کے روزے بھی رکھے تب بھی وہ اس کی قضا نہیں ہوسکتے۔ (مشکوٰۃ)

آدابِ روزہ سے لاپرواہ نوجوان

جونوجوان روزہ رکھتے ہیں، ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اس کے آداب کا خیال نہیں رکھتے۔ وہ بھوکے پیاسے تو رہ لیتے ہیں لیکن آنکھ، کان، زبان، جلد اور دیگر اعضاء کے روزے نہیں رکھتے۔ اکثر نوجوان یا تو مخلوط تعلیمی اداروں میں ہیں یا مخلوط ماحول والی نوکریوں میں۔ ایسے میں وہ اس بات کا خیال نہیں رکھ پاتے کہ روزہ صرف بھوک اور پیاس کا نام نہیں ہے،

بلکہ جب تک آنکھ، کان، زبان اور اسی طرح پورے جسم کا روزہ نہیں رکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ہوا ہی نہیں۔ اس لیے ہمیں ان سارے اعضاء کے روزے کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

بعض نوجوان روزہ تو رکھ لیتے ہیں لیکن تراویح کا اہتمام نہیں کرتے یا تین، پانچ، سات، دس، پندرہ روز کی تراویح پڑھ کر جلد از جلد اس بوجھ کو اتارنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ایک قرآن سن لیں اور بس، خواہ وہ تراویح سپر فاسٹ ٹرین والی ہو یا ایکسپریس والی، بس وہ تراویح کے بوجھ سے فری ہونا چاہتے ہیں۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کا یہ قول یاد رکھنا چاہیے:

> ''بہت سے روزے دار ایسے ہیں جنھیں سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات کو قیام کرنے (تہجد یا تراویح پڑھنے) والے ایسے ہیں جنھیں سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔'' (سنن ابن ماجہ: کتاب الصیام)

بعض لوگ روزہ رکھتے ہیں لیکن دن کے اکثر اوقات میں وہ سوتے رہتے ہیں، اسی طرح بہت سارے افراد بہ شمول نوجوان کے رمضان کے ایام میں سحری و افطار اور رات کے وقت خوب کھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ زیادہ کھانے اور زیادہ سونے سے رمضان کا مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ فوت ہوجاتا ہے۔

جسمانی تربیت کا مہینہ

رمضان تو ایسے بھی روحانی و ایمانی تربیت کے ساتھ جسمانی تربیت کے لیے آتا ہے اور روزے مومن کو جسمانی لحاظ سے مضبوط اور ٹھوس بناتے ہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر اسے جنگ کی شدت ومشقت کو برداشت کرنے کی عادت ڈلوائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی میں اسلام کی فیصلہ کن جنگ دوران رمضان ہی لڑی گئی۔ اور جنگ بدر کے علاوہ غزوۂ احد وغزوۂ خندق رمضان کے فوراً بعد شوال میں لڑی گئیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ رمضان میں ان جنگوں کی تیاری کی گئی۔ اگر صحابہ رمضان میں خوب کھاتے اور خوب سوتے تب تو ان جنگوں میں ثابت قدم ہی نہ رہ پاتے۔ یہی نہیں فتح مکہ کے لیے فوج کشی بھی رسول اکرم ﷺ نے

رمضان میں ہی کی تھی اور فتح سے ہم کنار بھی ہوئے تھے۔ان ساری جنگوں میں اکثر لڑنے اور شہید ہونے والے نوجوان تھے۔آج کے نوجوانوں کو رمضان کے موقع سے آرام پسند اور آرام طلب ہونے کے بجائے مشقت پسند بننا چاہیے اور جسم کو اتنا مضبوط بنانا چاہیے کہ وہ سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

تعلق بالقرآن کا مہینہ

ہمیں معلوم ہے کہ قرآن رمضان میں ہی نازل ہوا ہے، تو اس سے یہ خیال پیدا ہونا یقینی ہے کہ قرآن اور رمضان کا آپس میں ضرور بہت گہرا تعلق ہوگا۔ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ماہ رمضان کی عظمت و برکت کا راز صرف 'روزہ' اور تلاوت 'قرآن' نہیں ہے، بلکہ اس کی عظمت و برکت کا راز وہ 'پیغام الٰہیٰ' ہے جو اس مہینے میں انسانوں کی رہ نمائی کے لیے بھیجا گیا، جو کہ عظمت و رفعت اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور عزت و سربلندی کا سامان ہے۔ چنانچہ نزول قرآن کا یہ عظیم الشان واقعہ اس بات کا متقاضی ہوا کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لیے اور راتوں کو قیام اور تلاوت کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے اعلیٰ اور بے مثل نعمت ہے اور اس کی بے پایاں رحمت کے جوش و خروش کا اس دنیا میں سب سے بڑا ظہور ہے۔ جو چیز زندگی کے ان لمحات کو لازوال زندگی میں، ان ختم ہو جانے والی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت میں بدل سکتی ہے، وہ صرف قرآن کی نعمت ہے۔

دو بڑی ذمے داریاں

ہدایت الٰہی کا یہ انعام دو بڑی ذمہ داریوں کو اپنے ساتھ لاتا ہے۔ ایک اس کی بتائی ہوئی راہ پر خود چلنا، اس کی روشنی میں اپنی زندگی کا سفر طے کرنا، اس کے نسخۂ شفا کو اپنی بیماریوں کے علاج کے لیے استعمال کرنا۔ اپنے دل، سوچ، فکر و عمل اور سیرت و کردار کو اس کے بتائے ہوئے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش میں لگ جانا۔ دوسری، جو ہدایت ہے سارے انسانوں کے لیے ہے، صرف اپنے نفس کے لیے نہیں، اس ہدایت کو لوگوں تک پہنچانا، ان کو اس راہ پر چلنے کی

دعوت دینا، اندھیروں میں راستوں پر روشنی کرنا اور بیماروں تک دوا پہنچانا۔

دیکھا جائے تو دوسری ذمہ داری پہلی ذمہ داری کا لازمی تقاضا ہے۔ دوسرا کام کیے بغیر پہلا کام کبھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ امت مسلمہ کا مقصد وجود صرف اسی غرض کے لیے ہے، ورنہ سب جانتے ہیں کہ نزول قرآن کے وقت خدا کے ایسے بندے موجود تھے، جو توحید کے قائل تھے، رسالت و کتاب پر ایمان رکھتے تھے، جو رات رات بھر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، پھر ایک نئی رسالت، ایک نئی دعوت اور ایک نئی امت کیوں ضروری ہوئی؟ یہ امت صرف اس لیے وجود میں آئی ہے تاکہ انسانوں کے سامنے اپنے رب اور اس کے دین کی گواہ بن کر کھڑی ہو تاکہ انسان انصاف پر قائم ہو جائیں۔ یہ قرآن کا مشن ہے۔ یہی وہ مشن ہے جو قرآن کو پڑھنے اور قرآن کی امانت کا حامل بننے کے نتیجے میں قرآن پر ایمان کا دعوی کرنے والی اس پوری امت کا مشن قرار پاتا ہے۔

یہ ذمہ داری کتنی بھاری اور بڑی ہے اس کا تصور بھی مشکل ہے۔ آپ دیکھیں کہ حضور ﷺ پہلا پیغام لے کر غار حرا سے گھر آئے تو کانپتے اور لرزتے ہوئے آئے۔ لیکن ایسا مشکل بھی نہیں ہے کہ اس کا اٹھانا انسان کے بس سے باہر ہو۔ بس بوجھ اٹھانے کے لیے اپنے اندر ایک ایسا انسان بنانے کی ضرورت ہے جو صرف اللہ کا بندہ ہو اور اپنی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ گردن صرف اللہ کے سامنے جھکے، قرآن سے مسلسل گہرا ربط رکھے، صبر و استقامت کا مظاہرہ کرے۔ قرآن کا مشن بڑی اعلیٰ صفات کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ انسان قرآن کا پرچم اٹھائے تو فکر اور کردار کو بھی بلندیوں کی طرف اٹھائے۔ چناں چہ اس کے لیے خصوصی قوت و استعداد کی ضرورت ہے۔

حصولِ قوت و استعداد کا ذریعہ تقویٰ

آپ سوال کریں گے کہ یہ استعداد اور قوت کیسے پیدا ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس قوت و استعداد اور اعلیٰ صلاحیتوں کا سرچشمہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ قلب و روح، شعور و آگہی، عزم و ارادہ، نظم و ضبط اور عمل و کردار کی اس قوت کا نام ہے کہ جس کے بل پر ہم اس چیز سے رک

جائیں جس کو ہم غلط جانتے اور مانتے ہیں اور اپنے لیے نقصان دہ سمجھتے ہیں اور اس پر جم جائیں جس کو صحیح جانتے اور مانتے ہیں۔ کیا ہی خوب تعلق ہے رمضان اور قرآن میں کہ قرآن کا مقصد بھی تقویٰ ہے اور رمضان کا مقصد بھی تقویٰ۔

یہ تقویٰ انسان کو اللہ کا محبوب بندہ بنا دیتا ہے۔ یہ تقویٰ انسان کو اپنی عزیز ترین چیزوں کو قربان کردینے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ تقویٰ دلوں سے ہر قسم کا خوف نکال کر صرف اللہ کا خوف پیدا کردیتا ہے۔ یہ تقویٰ ہی ہے جو مئی جون کی چلچلاتی دھوپ میں ایک نوجوان کو کھانے پینے سے روکے رکھتا ہے۔

کرنے کے کام

آیئے! ہم رمضان کی عبادت واعمال کے لیے کمر کس لیں۔ اس کے ایک ایک لمحے کو اپنی کامیابی وکامرانی میں بدلنے کی جان توڑ کوشش کریں اور اپنی نیت کو خالص کریں۔ نیت عمل کے لیے طلب اور آرزو کا اظہار ہے، اگر طلب وآرزو موجود نہ ہو تو نیت اس کو پیدا کرتی ہے۔ طلب اور آرزو ہو تو عزم اور حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ ارادہ اور عزم وحوصلہ ہی وہ طاقت ہے جو ہمیں حرکت میں لاتی ہے اور حرکت میں رکھتی ہے۔ قرآن مجید سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے صرف تراویح پر اکتفا نہ کریں بلکہ سمجھ کر پڑھنے کی لازماً کوشش کریں اور اس کے اثرات کو اپنے دل و دماغ میں جذب کریں۔ قرآن کا اپنا بیان ہے کہ جب اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے اور پڑھنے والوں کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور نرم پڑ جاتے ہیں، ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، ان پر گریہ وزاری طاری ہو جاتی ہے اور ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ رات کے آخری حصے میں اٹھ کر رب کے سامنے گڑگڑا کر استغفار کیا جائے، ماضی کی بدعملی پر ندامت کے آنسو بہائے جائیں اور مستقبل میں اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد کا عزم وارادہ کیا جائے۔ مال کو دل کھول کر خرچ کیا جائے۔ فقیروں، محتاجوں کے ساتھ ملی اداروں اور غلبۂ دین کی جد و جہد کرنے والی تنظیموں کو مالی طور پر مضبوط کرنے کی خصوصی کوشش کی جائے۔ غرض یہ کہ ہمارا ایک ایک لمحہ اللہ کی عبادت

اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی جستجو میں گزرے۔ حق و باطل کی جنگ میں سرگرم شرکت کیلئے اندرونی طور پر اپنی تیاری مکمل کرنے کی بھرپور کوشش ہو تا کہ آخرت میں ہم ان لوگوں میں شامل ہوسکیں جن کو اللہ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔ ''شَابٌّ نَشَاۃٌ فِی عِبَا دَتِ اللّٰہِ ''۔ایسا نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پلا بڑھا ہو'۔کی عملی تصویر بن کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں اور جب ہم سے سوال کیا جائے کہ جوانی کہاں گزاری؟ تو اطمینان وسکون کے ساتھ جواب دے سکیں کہ اے رب! تیری رضا اور خوشنودی کی جستجو میں گزاری اور پھر دونوں جہان میں کامیاب وکامران ہوکر اپنی منزلِ مراد کو پاسکیں۔

خصوصی توجہ

رمضان المبارک میں نوجوانوں کو خاص طور پر ان امور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

(۱) ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کو جوانی کی عبادت سب سے زیادہ پسند ہے۔اس لیے قیامت کے دن ایسے نوجوانوں پر اللہ کی خصوصی عنایات ہوں گی جنہوں نے اپنی جوانی اللہ کی راہ میں لگائی ہوگی۔ رمضان کے روزوں کی حفاظت پر خصوصی توجہ دینی ہوگی اور ہر قسم کی لغو چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا ہوگا۔ زیادہ کھانے، دن بھر سونے، رات بھر گپ شپ اور تفریح میں گذارنے سے رمضان کا مقصد فوت ہوجاتا ہے، لہذا اس طرح کی چیزوں سے لازماً اپنے آپ کو دور رکھیں ورنہ بھوک پیاس اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آئے گی۔نوافل کا اہتمام کثرت سے ہو اور فرض نمازیں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ادا ہوں تو مقصد کا حصول آسان ہوگا۔

(۲) رمضان کے مہینے میں نوافل کے ثواب فرض کے برابر ہو جاتے ہیں اور فرائض کے ثواب ستر گنا بڑھ جاتے ہیں، چناں چہ اس ماہ میں نوافل اور تراویح کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے۔ ہم طے کریں کہ اس رمضان میں کچھ سورتیں ترجمہ وتفسیر کے ساتھ ضرور پڑھیں اور کچھ سورتیں حفظ بھی کریں گے۔

(۴) یہ مہینہ جذبۂ جہاد وشہادت کی آبیاری کا مہینہ ہے۔اس بابرکت مہینے میں اسلام کی سب سے پہلی جنگ، جنگ بدر ہوئی جس کو قرآن نے یوم الفرقان (حق وباطل کے فرق

ہونے کا دن) کہا ہے۔اسی طرح سے اس مہینہ میں غزوۂ فتح مکہ بھی ہوا۔ان دونوں جنگوں کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ فلسفۂ جہاد کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اوردعا کی جائے کی اللہ ہمارے اندر جذبۂ جہاد اور شوق شہادت پیدا کرے۔

(۵) اس مہینہ کی ایک اہم عبادت اعتکاف ہے، یعنی ساری دنیا کی مصروفیات سے کنارہ کش ہوکر مسجد کے ایک گوشے میں اللہ کی عبادت کے لیے آخری عشرے میں اپنے آپ کو تیار کرنا۔نوجوان اس سنت کا اہتمام اس کی روح کے ساتھ کریں۔

(۶) رمضان المبارک میں اللہ کے رسولؐ کثرت سے غریبوں اورمحتاجوں پر خرچ کرتے تھے۔اس لیے رمضان کے اس بابرکت مہینے میں اللہ کی راہ میں خصوصی طور پرخرچ کیا جائے،صرف زکوٰۃ پر ہی اکتفا نہ کیا جائے۔ مدارس کے ساتھ ساتھ ان تنظیموں کو مالی طور پر مضبوط کیا جائے جو دین کے غلبے کے لیے جدو جہد کررہی ہیں۔

(۷) دعاؤں کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔افطار کے وقت اور رات کے آخری پہر میں اس پرخصوصی توجہ دی جائے کہ یہ دعا کی قبولیت کے اوقات ہیں۔دہشت گردی کے الزام میں گرفتار مظلوم نوجوانوں اور ان کے خاندان کے لیے خصوصی دعا کی جائے۔ عالم اسلام میں امن وامان کے لیے دعااور غاصبین وظالمین کے لیےقنوت نازلہ کا اہتمام کیا جائے،مجاہدین و شہداء فی سبیل اللہ کے لیے بھی دعائیں کی جائیں۔

(۸) مخلوط ماحول سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کی جائے۔آنکھ،کان،زبان اور دیگر اعضاء کے بارے میں قیامت کے دن تو سوال ہوگا ہی لیکن ان اعضاء کے روزے کے بغیر روزہ بھی مکمل نہیں ہوتا،لہٰذا ان اعضاء کی حفاظت کے ذریعہ ہمیں روزہ کی حفاظت کرنی چاہیے۔یوسف علیہ السلام جیسی بے داغ جوانی کو اپنا آئیڈیل بنانا چاہیے۔

(۹) پورے ماہ سوشل میڈیا کے بے جا استعمال سے بچا جائے۔اگراس کا استعمال نہ کے برابر کیا جائے تو بہتر ہے۔پوراوقت ذکر واذکار اور عبادات میں گذارا جائے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Anjuman Talaba-e-Qadeem
Jamiatul Falah

انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح

Ref No. ....   Date ۱۱/اپریل ۲۰۱۹ء.........

برادر محترم سید سعادت اللہ حسینی صاحب

امیر جماعت اسلامی ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر ہوں گے۔

یہ معلوم کر کے مجھے بے انتہا خوشی ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو تحریک اسلامی ہند کی قیادت ورہنمائی کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہم انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح کے ذمہ داران اور متوسلین کی جانب سے آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کی منتخب ٹیم کو استقامت عطا فرمائے۔ آپ سب کو عزم نو کے ساتھ مقصد اور نصب العین کے حصول کے لیے سرگرم عمل رکھے۔ آمین۔

جملہ ذمہ داران کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام

مشرف حسین صدیقی

صدر انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح

Bilariyaganj, Azamgarh, U.P. 276121
atq.jamiatulfalah@gmail.com | www.atqjamiatulfalah.org

رمضان کیسے گزاریں؟

خطبات سوم [حقیقت صوم وصلوٰۃ]	مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ	30.00
حقیقت عبادت اور روزے کا اصل مقصد	مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ	16.00
روزہ اور ضبط نفس	مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ	9.00
عیدالفطر کس کے لیے	مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ	15.00
تفہیم الاحادیث جلد چہارم [روزہ، حج]	مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ	250.00
رمضان المبارک سے استفادہ کی تدابیر	مولانا سیّد احمد عروج قادریؒ	30.00
خطاب عید	مولانا سیّد جلال الدین عمری	12.00
پیام عید	مولانا سیّد جلال الدین عمری	10.00
کلام نبوت جلد دوم [نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج]	محمد فاروق خاں	160.00
رمضان تبدیلی اور انقلاب کا مہینہ	محمد فاروق خاں	27.00
آں حضورؐ کی دعائیں	محمد فاروق خاں	45.00
رمضان کیسے گزاریں؟	خرم مرادؒ	24.00
رمضان کیسے گزاریں؟ [پاکٹ سائز]	خرم مرادؒ	12.00
رمضان المبارک	مولانا عبدالغفار حسن رحمانی	22.00
اعتکاف	ڈاکٹر تابش مہدی	15.00
روزہ اور رمضان	مولانا سراج الدین ندوی	30.00
رمضان المبارک عظیم کیوں؟	بنت الاسلام	48.00
اذکار مسنونہ	امام ابن قیمؒ	95.00
نماز اور اس کے اذکار	مولانا سیّد حامد علیؒ	25.00
نماز (کلاں)	مولانا نسیم احمد غازی فلاحی	16.00
رمضان کے انعامات	ایمان مغازی	22.00
شب بیداری	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	15.00
خلاصہ مضامین قرآن	تنویر آفاقی	90.00

آرڈر کے لیے رابطہ کریں: **Customer Care No**: 7290092403 **E-mail:** info@mmipublishers.net

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵
MMI PUBLISHERS

D-307, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Phone:26981652,26984347 Mob: 7290092401
E-mail: mmipublishers@gmail.com • **Website:** www.mmipublishers.net

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

مولانا انعام اللہ فلاحی
شعبۂ تعلیمات، جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی

حضرت خدیجہؓ جو اپنے عطف وکرم میں بے مثال، ازداجی زندگی میں انوکھی اور ایمان کی دولت میں آگے بڑھی ہوئی تھیں، ان کی بیٹی فاطمہ بھی اپنی ماں کی طرح تھیں۔ رسول اللہ ﷺ جن کے والد، خدیجہ بنت خویلد جن کی ماں، ان کی تربیت کا کیا کہنا! دنیا کی بہترین انسان کی شفقت جس کو نصیب ہو، دنیا کی بہترین عورت کی ممتا اور پیار جس کو ملا ہو، اس کی سعادت کا کیا پوچھنا!! یہی وہ سعادت تھی کہ دین کی محبت ''فاطمۃ الزہرہ'' کے رگ وپے میں سرایت تھی، خاتم النبینؐ کی خاص صحبت نے دین اسلامی کا پودا ان کے دل میں لگایا تھا۔ حضرت خدیجہؓ جو سب سے پہلے ایمان لانے والی تھیں، ان کا ایمان حضرت فاطمہ کے اندر بھی جھلکتا تھا۔

حضرت فاطمہؓ اپنے ماں باپ کی آخری اولاد تھیں اس لیے، انھیں ماں باپ کا بڑا پیار ملا تھا۔ انھوں نے وہ کچھ سیکھا جو اس وقت کے لحاظ سے سیکھ سکتی تھیں، بعض غزوات میں انھوں نے اپنے والد کے زخم کی مرہم پٹی بھی کی، حضرت علیؓ سے شادی ہو جانے کے بعد گھر کا بار سنبھالا، نہ کوئی نوکر، نہ کوئی خادمہ، خود سے سب کچھ کرتیں، شوہر کے لیے معین و مددگار ہوتیں۔

انھوں نے والد محترم سے قرآن سنا، اپنے شوہر علی سے قرآن سنا، خود نماز میں قرآن پڑھا، قرآن سے احکام وفرائض سیکھے، ایک عربی النسل لڑکی اس وقت جو کچھ سیکھ سکتی تھی، انھوں نے سیکھا، اس سے بڑھ کر عنایت الٰہی نے نبوت کی گود میں تربیت و پرورش کا انتظام کیا، ایسا باپ دیا تو وہ رحمۃ للعالمین تھا، خطاؤں سے معصوم تھا، سید المرسلین تھا۔

حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۱۸/سال تھی۔ اللہ کے

رسول ﷺ نے اپنے پیاری بیٹی کے لیے حضرت علیؓ کا انتخاب کیا، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ اس سے پہلے پیغام نکاح دے چکے تھے، لیکن اللہ کے رسول ﷺ انکار کر چکے تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے جب حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ سے شادی کی بات کی تو وہ رو پڑیں ،اللہ کے رسولؐ نے پوچھا: اے فاطمہ! کیوں رو رہی ہو؟ خدا کی قسم! اس شخص سے تمہاری شادی کی ہے جو علم میں سب سے زیادہ ہے، حلم و بردباری میں آگے بڑھا ہوا ہے، اور امن پسندی میں پہلے درجہ پر ہے۔

حضرت علیؓ سے ان کی شادی اللہ کے حکم سے ہوئی تھی۔ خطبۂ رسول میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کروں۔ تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کی شادی علیؓ سے چار سو مثقال چاندی پر کیا اگر وہ راضی ہوئے۔ اللہ ان دونوں کو برکت دے اور انھیں صالح ذریت سے نوازے ،ان کی ذریت کو رحمت کا باعث بنائے اور امت میں امن کا ذریعہ بنائے۔ علیؓ نے جواب دیا، میں راضی ہوں۔ ساتھ ہی شکر کے جذبہ سے سرشار ہوگئے اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے، جب انھوں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' **بارک الله لكما وعليكما وأسعد جدكما و أخرج منكما الكثير الطيب** '۔ 'اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت دے، خوش رکھے اور تم دونوں کو صالح ذریت عطا فرمائے''۔

دونوں نے زندگی کے نئے باب کی شروعات کی ،ایک نئے مرحلہ کا آغاز کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہی ایک نئے گھر میں دونوں نے قدم رکھا، مختصر سامان زندگی ،مالی اعتبار سے بدحال ،ایک دوسرے کے معین و مددگار ،علیؓ اپنی قلیل آمدنی کی وجہ سے خادم نہیں رکھ سکتے تھے ،فاطمہؓ نے دربار نبویؐ کا رخ کیا ،خادم کے لیے درخواست کی ،اللہ کے رسول نے واپس کر دیا اور دعا سکھائی ،کہا: ۳۳ مرتبہ **سبحان الله**، ۳۳ **الحمدالله** ،۳۴ مرتبہ **الله اکبر** سوتے وقت کہہ لیا کریں اور کہا کہ گھر کے کام کاج میں، بچوں کی تربیت میں ،شوہر کی پاسداری میں اللہ سے مدد طلب کرو۔ ایک وصیت کرنے والے اور مرشد کی حیثیت سے کہا: 'اے بیٹی فاطمہ صبر کرو! بہترین عورت وہ ہے جو اپنے گھر والوں کو فائدہ پہنچائے'۔

معاشی طور پر بد حال جوڑے کو اللہ نے اولاد سے نوازا، بیٹے اور بیٹیاں، حسن، حسین،

محسن، زینب اور کلثوم ،ان کی خوشی سے زیادہ بوڑھے باپ کو خوشی تھی جو اس جوڑے کی دیکھ بھال کرتے تھے،جن کا عطف وکرم کا سایہ اس جوڑے پر تھا،صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ کے رسول ﷺ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے دروازے پر ہر دن نماز فجر کے وقت آتے اور کہتے: ''**السلام علیکم أهل البیت** '' پھر کہتے **الصلاة ،الصلاة ،الصلاة،** اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی اور نجاست کو دور کرے اور تمھیں پاکیزہ کرے؟

اسی طرح جب آپؐ سفر سے واپس آتے ،مسجد سے آغاز کرتے ،دو رکعت نماز ادا کرتے ، پھر حضرت فاطمہؓ کے گھر کا رخ کرتے ،اس کے بعد ازواج مطہرات کے پاس آتے۔ایک مرتبہ سفر سے واپس ہوئے ،فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے ،دروازہ پر ایک رنگین پردہ لگا ہوا دیکھا،فاطمہ کے ہاتھوں میں دو چاندی کے کنگن دیکھے،آپؐ واپس ہو گئے ،فاطمہؓ ناراضگی کو بھانپ گئیں۔انھوں نے کنگن اور پردہ اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں بھیج دیا اور کہلا بھیجا:ان کو اللہ کی راہ میں قبول کرلیں،آپؐ خوش ہوئے اور اپنی بچی کے حق میں دعاء خیر کی۔

ایک مرتبہ اللہ کے رسول حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے ،حضرت فاطمہؓ کو دیکھا، اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں ،اس میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں ،آٹا گوندھ رہی ہیں،زبان پر اللہ کا ورد جاری ہے۔آپؐ نے یہ منظر دیکھا، بچی کی حالت پر ترس آیا،آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا:'فاطمہ دنیا کی تکلیف پر صبر کرو،آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کرو،اللہ تمھیں بہتر اجر دے گا'۔

ایک مرتبہ آپؐ جب فاطمہؓ کی زیارت کے لیے گئے ،ان کی خیریت معلوم کی تو حضرت فاطمہؓ نے کہا:''ابّا جان !شدت درد سے بے چین ہوں،بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے اور گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو سن کر آبدیدہ ہو گئے اور کہا:'اے بیٹی! کیا تم یہ نہیں چاہتی ہو کہ جنت میں عورتوں کی سردار بنو؟ جب والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے ،زیارت کے لیے گئیں اس موقع پر اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا:''میرے اہل میں مجھ سے پہلے ملنے والی تم ہو،اور چھ ماہ کی مدت نہیں گزری تھی کہ فاطمہؓ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔رضی اللہ عنہا''۔

وحدت ملت کا فقدان

محمد رضوان فلاحی، جامعہ ملیہ اسلامیہ

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ (آل عمران:۱۰۳)

''سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفقہ میں نہ پڑو''۔

ایک وہ دور تھا جہاں متحدہ امت اسلامی کی دستوری اور قانونی تعمیر وتشکیل کتاب اللہ و سنت نبوی میں کی گئی جسے بالعموم میثاق مدینہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جہاں اس دستور میں وحدت امت کو وہ قوت وفوقیت حاصل تھی جو آج کا مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔آج وہ تمام چیزیں جو کہ اس دستور میں بتائی گئی ہیں ہم میں کیوں پائی نہیں جاتیں ۔اس کا جواب شاعر مشرق علامہ اقبال یوں دیتے ہیں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی ،نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ،دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی ،اللہ بھی ،قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

کیا آج کا مسلمان اپنی بقا اور عروج کے لیے اس قدر قربانیاں پیش کرنے کے لیے تیار ہے جو ہمارے اسلاف نے دیں؟اگر نہیں تو پھر ہمیں عروج کیسے حاصل ہو؟اب اگر اللہ تعالیٰ دشمنان اسلام کو عزت و دولت اور شان وشوکت فراہم کرتا ہے اور مسلمانوں کو اس سے محروم رکھتا ہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:'وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ' [الحج:۴۰]''اللہ اس شخص کی مدد ضرور کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔''

وحدت امت کے فقدان کی وجوہات بہت ہیں، مگر ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

(۱) فقدان کی پہلی وجہ اپنے دین اور قوم سے غداری اور دشمنوں سے وفاداری ہے۔ آج ہم نے دین پر دنیا کو ترجیح دے دی اور آج ہماری صفوں میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کسی عہدے کی لالچ میں منافقت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اور اسی سبب اپنے دین اور قوم کے لوگوں سے غداری کر بیٹھتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہمیں خبر ہے لٹیروں کے سب ٹھکانوں کی
شریک جرم نہ ہوتے تو مخبری کرتے

دشمنان اسلام کو ہم ہی میں سے ایسے بہت سے لوگ مل جاتے ہیں جو ان کے مفاد کے لیے اپنی قوم کی جاسوسی شروع کر دیتے ہیں:

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

(۲) دوسری وجہ جہالت ہے۔ ظاہر ہے کہ جاہل حضرات جو سرکہ اور شراب تک میں تمیز نہیں کر سکتے وہ کسی بھی بے ہودگی کا مقابلہ زیادہ دیر تک نہیں کر سکتے اور پھر جواب نہ دے پانے کی وجہ سے غیروں کے فریب کا جلد ہی شکار ہو جاتے ہیں۔

(۳) تیسری وجہ بداخلاقی ہے۔ آج ہمارے اخلاق ایک دوسرے کے ساتھ اتنے برے ہوگئے ہیں کہ لوگ (غیر اقوام) ہم پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ ایک ہمارے اسلاف تھے جو اس کی بدولت لوگوں کے دلوں کو جیت لیتے تھے ہم نے اسے بھلا دیا حالانکہ قوم کو اونچا اٹھانے کے لیے علوم و معارف کے بہ نسبت اعلیٰ اخلاق کی زیادہ ضرورت ہے۔

(۴) چوتھی وجہ بزدلی اور مایوسی ہے۔ آج ہمارے اندر بزدلی اور مایوسی بہت حد تک بڑھ گئی ہے۔ ہم پر جو بھی مظالم ہو رہے ہیں، ہمیں ان کا دفاع کرنا چاہیے، اس کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے۔ لیکن ہماری بزدلی اس معاملے میں فوقیت حاصل کر لیتی ہے۔ اسی طرح ہمارے اندر ایک مرض مایوسی کا پھیل گیا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہم اپنے حریف سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہم بہت ہی پسماندہ اور درماندہ ہیں اور ہماری یہ سوچ دشمن کو مزید طاقت پہنچاتی ہے۔

اب اگر ہمیں ایک امت ہونا ہے جسے وحدت کہا گیا ہے تو ہمیں اپنی تمام تر کمیوں کو چھوڑ کر مسلکی اختلاف کو پرے رکھ کر ایک ہونا ہوگا تبھی جا کر ہم ایک وحدت ملت کے حامل کہلانے کے مستحق قرار پائیں گے۔

میرے زوال میں موسم کی کوئی قید نہ تھی
خزاں میں ہو نہ سکا جو خزاں کے بعد ہوا

●▫●

گزارش

حیات نو کو ڈاک کے نظام کے تحت لانے کی کوشش جاری ہے۔ ان شاء اللہ اس بات کی پوری کوشش کی جارہی ہے کہ آپ کو وقت پر اور پابندی کے ساتھ پرچہ موصول ہو۔

مجلّہ اس وقت شدید خسارے میں ہے۔ آپ خود بھی اس کے سالانہ خریدار بنیں اور دیگر احباب کو بھی اس جانب متوجہ کریں۔

قانونی رکاوٹوں کی وجہ سے حیات نو کا کوئی بینک اکاؤنٹ نہیں ہے۔ فی الحال درج ذیل اکاؤنٹ میں اپنا سالانہ خریداری کا زرتعاون جمع کر کے درج ذیل واٹس اپ نمبر پر مکمل تفصیلات کی اطلاع دینے کی زحمت کریں۔ ان شاء اللہ رسید ای میل یا واٹس اپ کے ذریعہ آپ تک پہنچادی جائے گی۔ اکاؤنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

Name:Abdul Hakim Mojahid
Bank: Union Bank of India
A.C No:584502010009509
IFSC:UBIN0558451
Branch:Jamia Nagar

مزید معلومات کے لیے درج ذیل ای میل اور موبائل نمبر پر رابطہ کریں:
ای میل: jareedahayatenau@gmail.com
موبائل: 9015958467۔8010803147

[ادارہ]

دیوان الٰھی

انصاری عبدالرحمٰن
ریسرچ اسکالر، شعبۂ فارسی، دہلی یونیورسٹی

ہست نظم حسین را روی شما دیوان طراز انتخاب جملہ دیوانہاست دیوان شما

ہندوستانی فارسی ادب، عہد وسطی کے مغل بادشاہ بالخصوص اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کا مرہون منت ہے۔ سولھویں صدی عیسوی میں مغل بادشاہوں کی ادب دوستی اور ادب پروری کی شہرت ایوان ہائے فارس کے بالا خانوں تک پہنچی اور صفوی بادشاہوں کے ستم دیدہ مستعدان ادب کی ایک بڑی تعداد چہ درباری چہ بازاری، نے ہندوستان کا رخ کیا۔ اس دور میں کئی عمومی وخصوصی تاریخی کتابیں منجملہ اکبرنامہ، تاریخ بدایونی، تاریخ الفی، عمل صالح اور معرکہ آراء تذکرے جیسے عرفات العاشقین، اخبارالاخیار، تذکرہ میخانہ وغیرہ سپرد قرطاس ہوئے جن کی بدولت فن کاران ادب کے احوال وآثار لوح کاغذ پر محفوظ ہوئے۔ لیکن ہنوز ادباء کی ایک بڑی تعداد گمنامی کا شکار ہیں جن میں میر الٰہی ہمدانی کا نام برسرفہرست آتا ہے۔

میر الٰہی ہمدانی کا شمار عہد شاہجہانی کے ان ممتاز و مایہ ناز شاعروں میں ہوتا ہے۔ وہ ۱۰۱۹ھ میں شبہ قارہ ہند میں وارد ہوئے اور مرزا غازی ترخان کی ملازمت اختیار کی۔ دوسال بعد انھوں نے آگرہ اور کابل کا سفر کیا اور اس مدت میں انھیں ظفر خان احسن اللہ تربتی کی سرپرستی حاصل رہی۔ بادشاہ جہانگیر کی فرماں روائی کے آخری ایام میں الٰہی نے دوبارہ آگرہ کا رخ کیا اور اس مرتبہ متانت کلام کے سبب گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا گیا۔ اس دوران دربار معلٰی کے انسلاک کے ساتھ ساتھ تقی اوحدی، طغرائی مشہدی اور غنی کشمیری جیسے نابغہ روزگار

کے ساتھ معاصرت ومعاشرت کا موقع حاصل ہوا۔۱۰۴۲ھ میں ظفر خان کو شاہجہاں کی طرف سے صوبیداری کشمیر کی خلعت سے نوازا گیا۔ظفر خان کی خواہش کے مطابق میر الٰہی بھی ان کے ہمراہی بنے اور تادم واپسیں کشمیر میں زندگی بسر کی۔

میر الٰہی طبیعتاً شاعر تھے اور اوایل روزگار میں شاہ عباس صفوی کو اپنی شاعری سے متاثر کیا۔الٰہی کے اشعار سننے کے بعد تقی اوحدی بھی خود کو داد تحسین دینے سے نہیں روک پائے اور اپنے تذکرہ عرفات العاشقین میں الٰہی کی استعداد شعری کی تعریف کی۔مزید برآں،معاصرین کا ہمیشہ میر الٰہی سے شعری مکاتبہ جاری رہتا اور بڑے بڑے شعراء الٰہی سے اپنے کلام کی اصلاح کی خواہش رکھتے تھے۔مجمع الافکار میں الٰہی کے نام ایک مکتوب موجود ہے جس میں کسی گمنام شخص نے ان سے شعری اصلاح کا تقاضا کیا ہے۔

تذکرہ الٰہی کے علاوہ دیوان الٰہی ان کی اہم تالیفات میں سے ہے۔دیوان الٰہی کے خطی نسخے برٹش میوزیم،رامپور رضا لائبریری اور کتاب خانہ آصفیہ،حیدرآباد میں موجود ہیں۔نسخہ رامپور میں ۵۴۲ صفحات اور بشمول نعت ومنقبت،قصیدہ،مرثیہ،ترکیب بند،مثنوی وساقی نامہ تقریباً پانچ ہزار اشعار ہیں۔از آغاز تا انجام خط نستعلیق میں کتابت کی گئی ہے اور روش کتابت سے پتہ چلتا ہے کہ تین مختلف کاتبوں نے اس کی کتابت کی ہے۔پہلا خط جو قصاید ومراثی کے لیے استعمال ہوا ہے،بہت ہی باریک ہے (اور سیدھا کھینچ کر لکھا گیا ہے) روش کتابت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا کاتب اپنے فن میں ماہر تھا۔دوسرا خط بظاہر تھوڑا موٹا اور ترچھا ہے اور یہ ترکیب بند کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔مثنوی اور ساقی نامہ میں جو خط استعمال کیا گیا ہے۔وہ مذکورہ بالا خطوط سے موٹا اور متراکم ہے۔

اس دیوان کا متن بہت کرم خوردہ اور پہلا صفحہ زایل ہو چکا ہے۔تعجب کی بات ہے کہ ترقیمہ جو کہ آخری صفحہ پہ ہوتا ہے،رباعیوں کے بعد صفحہ نمبر ۱۶۵ پر ترقیمہ کی یہ عبارت موجود ہے''من کلام حضرت امیر کبیر،افصح الفصحا،املح الشعرا،مرجع العلما،مربی الفضلا،سیادت پناہ مرتضوی دستگاہ میر الٰہی الہمدانی بتاریخ بیست و دویم ماہ رجب المرجب ۱۰۴۹ھ کاتب الحروف گرداب تحریر نمود''۔اس عبارت کے مطابق یہ دیوان ۱۰۴۹ھ میں کتابت ہوا ہے۔ترقیمہ کا

وسط کتاب میں آنا قابل تشویش ہے اور قصاید اور رباعی کا کاتب ایک ہی شخص ہے جس نے ترقیمہ لکھا ہے۔ عین ممکن ہے دیوان کی ترتیب کے وقت رباعیات کو بیچ میں جگہ دی گئی یا پھر رباعیات کے بعد کا حصہ جو کہ تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے، بعد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں، اس دیوان میں ایک مثنوی شامل ہے جو غالباً 'مثنوی کشمیر' ہے، جو 'مثنوی بسم اللہ' کے درمیان اضافہ شدہ ہے۔ اس مثنوی سے پہلے 'مثنوی بسم اللہ' صفحہ نمبر۱۹۳ سے شروع ہوتی ہے اور یکا یک صفحہ نمبر۲۲۱ تا ۲۲۷ مثنوی کشمیر کا اضافہ جداگانہ طور پر ملتا ہے۔ صفحہ ۲۲۸ سے 'مثنوی بسم اللہ'' پرانے مضمون کے ساتھ دوبارہ شروع اور صفحہ۲۲۹ پر ختم ہوتی ہے۔ اوراق کی متغیر صورت سے یہ قیاس مظبوط ضرور ہوتا ہے مگر رکابہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے اس قیاس آرائی کو ثقہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

علاوہ ازیں، دیوان اور تذکرہ الٰہی جو ۱۰۶۵ھ یعنی میر الٰہی کی وفات کے ایک سال بعد جس کی کتابت مکمل ہوئی ان دونوں کے ترقیمے میں صرف تاریخ تکمیل مع نام ونسب مولف مذکور ہے اور کاتب کا نام یا دستخط موجود نہیں ہے۔ جب کہ عہد وسطی میں ترقیمے میں کاتب کا نام یا دستخط ضرور ہوتا تھا اور ماہر کاتب کی دستخط نسخہ کی قیمت و اہمیت میں اضافہ کرتی تھی اور عوام الناس ان نسخوں کو بڑے شوق سے اپنے ذاتی کتب خانے کی زینت بناتے تھے۔

دیوان الٰہی نعت پیغمبری ﷺ کے اس مصرع کے ساتھ شروع ہوتا ہے:

آراست دکاندار چمن یازدگانزا گل بست حنا دست

اس کے علاوہ چار نعت اس دیوان میں شامل ہیں۔ الٰہی اہل بیت کے عقیدت مند ہیں اور انھوں نے حضرت علیؓ کی شان میں منقبت کا نذرانہ بھی پیش کیا ہے۔ مسلک کے اعتبار سے الٰہی سادات حسینی کے پیروکار تھے اور خود کو دین محمدیؐ پہ قائم اور خلفائے راشدین کی عقیدت میں غرق بتاتے ہیں۔ اسی ضمن میں انھوں نے شاعرانہ انداز میں واضح طور پر اپنا مسلک بتایا ہے:

محمودم از سعادت دین محمدیؐ در ملت صحابہ و آل پیغمبرم
ابر سرم ز سایہ سادات افست است بر تارک علاقہ کیوان رسد سرم
دین حنیف را حنفی ور تابعم در حب چار یار چو صد سکندرم

گردش جہاں اور تجربہ زماں نے الٰہی کو وسیع المشرب بنا دیا تھا اور اس تبدیلی کا احساس انہیں بھی ہوا جس کی وجہ سے فکری طور پر مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو گئے۔ سنی دل اور شیعہ زبان کے حسین امتزاج نے میر الٰہی کو درویش مزاجی کی طرف مدعو کیا، جس کے نتیجہ میں وہ اس بات کے قائل ہوئے کہ دنیا میں صرف دو مسلک عشق حقیقی و مجازی ہی قابل اعتنا ہیں اور 'عاشق بہ ملت خود و عارف بدین خویش' گام زن ہیں۔ بہر حال الٰہی اس امر کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

سنی دلم و زبان شیعی نمای خلق گویا کہ من بعالم معنی دوپیکرم

اسلام عامیانہ ام این عارفانہ منم دارم بر معارف ذہنی مظفرم

قصیدہ سرائی میں الٰہی نے شعرائے متقدمین کی پیروی کی ہے۔ نسخہ مذکور میں تقریباً بیس قصاید موجود ہیں، جس میں بادشاہ شاہجہاں، ظفر خان، میرزا غازی، سعید خان اور مہابت خان کی مدح کی گئی ہے۔ زیادہ تر قصاید شاہجہاں اور ظفر خان کی مدح میں لکھے گئے ہیں، جن میں غزلیات کا عنصر اور رندی و مستی بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں مثلاً:

نیست اشک زلیخا کہ درخشد در جام ہست بخوابہ یوسف چون شود زندانی

میر الٰہی کی زندگی ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد در بدری کا شکار تھی۔ ہندوستان کے دربار نے اس جوہر کو پہچانا اور ان کی پذیرائی کی۔ علاوہ ازیں سرزمین ہند کی فضا و موسم ان کی موزوں طبیعت کے لیے نشاط افزا ثابت ہوئی۔ مہابت خان کے قصیدہ میں انھوں نے ضمناً ہندوستان کے علمی ماحول کی تعریف کرتے ہوئے اس کو اصفہان پر ترجیح دی ہے اور ہندوستان آنے کا مقصد بھی بیان کیا ہے:

خدایگانا ہرچند کز لطافت ہند نمیکشد سوی ایران مزاج ایرانی

بروشنائی مہرت نمود در چشم سواد ہند بہ از سرمہ اصفہانی

بحر ہند شناور شدم کزان شاید گہر بگشتی بختم کند فراوانی

الٰہی بظاہر غزلیات میں چیرہ دست نظر آتے ہیں مگر ان کے دیوان میں صرف تین غزلیں موجود ہیں اور یہ تینوں غزلیں بہت ہی پرزور اور چست نظر آتی ہیں۔ اس صنف میں الٰہی خود کو

آزاد محسوس کرتے ہیں شاید اسی وجہ سے ان کی غزلیں نشاط افزا اوقات میں حصول لذت و تسکین کے لیے جام اور محبوب کا طواف کرتی نظر آتی ہیں۔

شمی کہ زہر فراق تو در جگر باشد زباد دم زدہ آہم گرندہ تر باشد
لبم گل قدح سبیل چید ولی شراب وصل ترا لذتی دگر باشد

الٰہی ہمیشہ دیدار یار کے طلب گار نظر آتے ہیں اور معشوق کی جمالیات سے ان کا کلام جلا پاتا ہے اسی مضمون کو ایک پر لطف شعر میں یوں بیان کیا ہے:

بر روی تابان باز کن زلف بہم تانیدہ را بگشا کہ مضمونیست خوش این مصرع پیچیدہ را

دیوان الٰہی میں تقریبا ۲۴۲ ترکیب بند مصرعوں کی غیر مساوی تعداد کے ساتھ موجود ہیں۔ اپنے موضوع سے تھوڑا ہٹ کر الٰہی نے اپنے کلام کی خصوصیات کے بارے میں بات کی ہے اور اپنے دیوان کو 'انتخاب جملہ دیوانہا' کہہ کر فخر کیا ہے۔ کہتے ہیں:

بطور ہم حسب و با کلیم ہم نسیم ز دودمان تخیلست روشنائی ما
الٰہی ازہم بیگانہ با سخن خویشیم بود بمعنی بیگانہ آشنائی ما

میر الٰہی ہندوستان میں پہلی بار ساغر و مینا سے آشنا ہوئے اور اس بات کا ذکر تذکرہ الٰہی کی دوسری جلد میں کیا ہے کہ 'مولف این تذکرہ در جلیسہ ہندوستان با جلیسی نشستہ بود و شیشہ صہبا بر پائی ایستادہ و حجاب عقل از پیش خاستہ گلہ از وضع بیفتد بنای خود نمودہ گفتم کہ روزگار سی و سہ سال بر من پیمودہ و ہرگز دستم بہ پیمانہ آشنا نبود امروز بتقاضای مشرب اہل ہند باین آلایش افتادہ ام و عمری بیہودہ می گزارم'۔ اس واقعے کے بعد الٰہی زندگی بھر کے لیے اعجاز مے کے معتقد ہو گئے اور ترکیب بند میں ان کی رندی و مستی اوج پر نظر آتی ہے مثلا:

خزان گذشت و الٰہی ہنوز مدہوشست ازآن شراب کہ در موسم بہار زدہ

دیوان مذکور میں ۱۴۱ رباعیاں موجود ہیں اور آخر میں ترقیمہ بھی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ الٰہی فکری سطح پر نالہ دل، گل و بلبل، می نوشی و غم خواری کے شاعر ہیں اور یہ موضوعات ان کی ہر صنف شاعری میں نظر آتے ہیں۔ رباعی میں انہوں نے اپنی درویش مزاجی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے کلام میں تصوف کے اسرار و رموز بیان کئے ہیں:

در کعبہ عشق اگرچہ شبہای راز کردیم من و شمع بیک قبلہ نماز
من جملہ نیاز گشتم و او ہمہ ناز من محرم ھجر گشتم و او محرم راز

ظفر خان کے زمانے میں کشمیر میں زبردست قحط سالی آئی اور ہر کس و ناکس اس کے شکار ہوئے۔ اس قحط کا شکار میر الٰہی بھی ہوئے اور اس کی مناسبت سے ایک پرزور مثنوی بنام 'مثنوی قحطیہ' لکھی جو ۶۱۲ بیت پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی میں نابسامانی اور مردم عامہ کی پریشانی جس کی وجہ سے لوگ جلا وطنی پر مجبور ہو گئے، اس سانحہ کی بہترین عکاسی کی گئی ہے جس سے الٰہی بہت متاثر ہوئے تھے:

علم گردد دم گفتن زبان گیر سر آید گر سخن از قحط کشمیر
بدیگ کس کجا آتش رسیدہ است کہ دیگ معدہ ہم آتش ندیدہ است
مگس مانند شاہین گرسنہ رباید گوشت از ہر برہنہ
چو زلف دلبران دلہا شکستہ پریشانی چو مو برہم نشستہ
جلا کردند مردم از وطنہا چو از لبہای خاموشان سخنہا

'مثنوی بسم اللہ' میر الٰہی کی دوسری مثنوی ہے جس کے آغاز میں بسم اللہ کی فضیلت کا بیان ہے اور آگے چل کر شاعر نے اپنے باغ کی تعریف کی ہے جسے انھوں نے 'باغ الٰہی' کے نام سے کشمیر میں بنوایا تھا اور اس باغ کے کنارے ایک نہر تھی، جس کا شفاف پانی ہر گزرنے والے کو عکس دکھایا کرتا تھا۔ لیکن حوادث روزگار کے ساتھ یہ باغ اور نہر باقی نہ رہے۔ بہرحال یہ باغ فرصت کے اوقات میں الٰہی کا مونس و ملجا ہوا کرتا تھا اور وہاں رقص و سرود کی محفلیں سجا کرتی تھیں۔ الٰہی اس باغ کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

مگو باغ این بہارستان چین را جگر گوشہ است فردوس برین را
درآن حوض درون سنگخارہ شمارد دیدہ عکس ہر اشارہ
پے نظارہ آن حوض لب یز بود چشم حبابش مردمک خیز

'مثنوی کشمیر' الٰہی کی تیسری مثنوی ہے جو شاہجہاں کو معنون کی گئی ہے۔ اس مثنوی میں کشمیر کے کہسار، آبشار و چنار کی تعریف کی گئی ہے۔ اس مثنوی کے آخری اشعار میں شاہجہاں

کے فرزند داراشکوہ، شاہ شجاع، اورنگ زیب اور شاہ مراد کی تعریف کی گئی ہے۔ اس دیوان کی یہ آخری مثنوی ہے اور اس کے بعد ساقی نامہ شروع ہوتا ہے جو کہ دیوان کا آخری حصہ ہے۔ ساقی نامہ، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے شراب نوشی اور می خواری کے مضمون پر مشتمل ہے۔ اس دیوان میں تقریباً ۴۵ ساقی نامے درج ہیں۔

آپسی چشمک کی وجہ سے الٰہی نے ذوقی اردستانی اور حاذق گیلانی کی ہجو لکھی تھی جو ان کے دیوان میں شامل نہیں کی گئی ہے۔ صالح کمبوہ نے اس ہجو کے مندرجہ ذیل اشعار رقم کئے ہیں:

دایم ز ادب سنگ سبو نتوان شد در دیدہ اختلاط، مو نتوان شد
صحبت بہ حکیم حاذق از حکمت نی با لشکر خبط روبرو نتوان شد

الٰہی حاذق گیلانی سے اس قدر متنفر تھے کہ دیوان الٰہی میں ایک جگہ حاذق گیلانی کا تذکرہ حافظ شیرازی کے ساتھ ملتا ہے اور از روی عناد میر الٰہی نے حافظ شیرازی کو بھی نہیں بخشا اور اپنی تنقید کا نشانہ بنایا:

یکی است حاذق گیلان و حافظ شیراز خجل میآد کہ الٰہی ثنا آورد

عرفی شیرازی کی طرح الٰہی بھی خودستائی کے قائل ہیں اور قصاید میں اپنی اور اپنے کلام کی تعریف مبالغہ آرائی کے ساتھ کرتے ہیں۔ دربار معلّٰی میں الٰہی کے کلام کی بڑھتی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے الٰہی نے خود کو رودکی اور عنصری کا خطاب کردہ استاد تسلیم کرلیا:

ز رودکی بتو آید خطاب کای استاد زعنصری بتو آید ندا کہ ای پسر ھنگ

میر الٰہی کی صرف دو تالیف کا سراغ ہمیں ملتا ہے پہلی تذکرہ الٰہی اور دوسری دیوان الٰہی۔ تعجب کی بات ہے کہ دربار معلّٰی سے انسلاک، مورخین اور تذکرہ نویسوں کی ہم نشینی حاصل ہونے کے باوجود میر الٰہی کی شخصیت تعارف کی محتاج ہے۔ ہم عصر تذکرہ نویسوں نے ان کے ذکر کو چند سطور میں چن دیا ہے جو ان کی شخصیت سے آشنائی کے لیے ناکافی ہے۔ گرچہ الٰہی اپنے معاصرین کے درمیان استاد شاعر کی حیثیت رکھتے تھے اور علمی و ادبی حلقوں میں ان کے اشعار کو شرف قبول حاصل تھا لیکن ہنوز ان کی شخصیت گم نام نظر آتی ہے۔ تذکرہ الٰہی میں جابجا

مولف نے اپنے واقعات و حادثات کو درج کیا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ انھوں نے 'شرح دیوان فرخی' لکھی جو اب ناپید ہے۔ پروفیسر عبدالحق نے ایک مثنوی فیض بخش کو الٰہی کی طرف منسوب کیا ہے جو کہ غیر مستند ہے۔ بہر حال الٰہی کا دیوان مسلم ہے اور جو ان کے افکار کی ترجمانی اور لابلائی زندگانی کی جھلکیاں حاصل کرنے کا مستند ذریعہ ہے۔

مراجع

۱۔ گلچین معانی، احمد، تاریخ تذکرہ ہای فارسی، چاپ دوم، تھران، طبع افست ۱۳۴۶۔
۲۔ گلچین معانی، احمد، کاروان ھند، چاپ اول، موسسہ چاپ و انتشارات آستان قدس رضوی ۱۳۶۹۔
۳۔ میر الٰہی، عمادالدین، تذکرہ الٰہی (برلن)، اصیلا پریس، دھلی، ۲۰۱۳۔
۴۔ میر الٰہی، عمادالدین، تذکرہ الٰہی (جونپور) National Mission for Manuscripts.
۵۔ میر الٰہی، عمادالدین، دیوان الٰہی، کتاب خانہ رضا، رامپور ۳۴۸۷۔
۶۔ نصرآبادی، میرزا محمد طاہر، تذکرہ نصرآبادی، تھران، چاپخانہ ارمغان۔
۷۔ نقوی، سید علی رضا، تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، چاپ علی اکبر علمی

8.Sprenger Aloys, ACatalogue of the Arabic, Persian and Hindustany manuscripts of the libraries of the King of Audh, Calcutta, 1854.

9. Rieu Urarles, Catalogue of Persian Manuscripts in the British Museum, London, 1883.

●●

حمد

سارے جہاں کے داتا اے مالکِ حقیقی!
خالی ہے میرا کاسہ اے مالکِ حقیقی!

میں نے جہاں بھی دیکھا اے مالکِ حقیقی!
تیرا ہی عکس پایا اے مالکِ حقیقی!

تسبیح خواں ہیں تیرے، یہ عرش و فرش سارے
جنگل، پہاڑ دریا اے مالکِ حقیقی!

تیرے ہی دم قدم سے دنیا میں روشنی ہے
تیرا ہی بس ہے جلوہ اے مالکِ حقیقی!

تیرے ہی نام میں ہے دنیا کی ہر بڑائی
تیرا ہی نام اونچا اے مالکِ حقیقی!

تیرے بغیر کیا ہے دنیا میں کچھ نہیں ہے
تو ہے تو سب ہمارا اے مالکِ حقیقی!

دنیا کے کرّوفر سے اکتا چکا ہے تابشؔ
منگتا ہے تیرے در کا اے مالکِ حقیقی!

تابشؔ مہدی، نئی دہلی

نعت

زندگانی کا ہماری راستہ کچھ اور ہے
اور فرمانِ محمد مصطفیٰ کچھ اور ہے

تر رہے جس کی زباں ذکرِ رسولِ پاکؐ سے
اس کا جینا اور جینے کا مزا کچھ اور ہے

داغ دھبّے جو بھی ہوں گے سب نظر آجائیں گے
مصطفیٰ والو! نبیؐ کا آئینہ کچھ اور ہے

اس لیے شاہ و گدا چکر لگاتے ہیں وہاں
ہے خبر ان کو وہاں کا مرتبہ کچھ اور ہے

منھ دکھائیں گے یہ روزِ حشر کیا سرکارؐ کو
راہِ حق سے ہٹ کے جن کا راستہ کچھ اور ہے

آمنہ کی گود میں جب آگئے پیارے رسولؐ
تب ہوا معلوم بختِ آمنہ کچھ اور ہے

نعتیہ بزموں سے یہ سیکھا ضمیرؔ اعظمی
شاعری کچھ اور نعتِ مصطفیٰ کچھ اور ہے

ضمیرؔ اعظمی،نئی دہلی

غزل

خمار ایسا جفا کا ہوا زمانے کو
دیے جلے ہیں مگر بستیاں جلانے کو

سنا ہے 'آتش نمرود' سے ہراساں ہیں
یہ کیا ہوا ہے براہیم کے گھرانے کو؟

اسی لیے تو سلامت ہیں حوصلے اب بھی
میں احتساب میں رکھتا ہوں آب و دانے کو

عصا نہیں ہیں کلیموں کے ہاتھ خالی ہیں
خدائے نیل! ترا قہر آزمانے کو

ابھی تو پھوڑنے باقی ہی آبلے دل کے
صبا! ادھر سے نہ چل چھوڑ گدگدانے کو

خدا پاک! مرے حوصلوں کی خیر رہے
شرر نے گھیر لیا ہے غریب خانے کو

یہ ایک پل ہے سلامت رہے تو اچھا ہے
یہ ایک ناؤ ہے اس پار آنے جانے کو

سوائے فرط محبت میں کیا کہوں بزمیؔ
ہمارے نام سے اس بت کے تلملانے کو

سرفراز بزمیؔ،راجستھان

تعارف وتبصرہ

نام کتاب : نوادراتِ شبلی

مصنف وناشر: ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

ملنے کا پتہ : ادبی دائرہ، اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

سنہ اشاعت : ۲۰۱۷، صفحات: ۲۵۶

قیمت: ۴۰۰ روپے

مبصر: **خان محمد رضوان**، دہلی یونی ورسٹی، دہلی

علامہ شبلی نعمانی کی شخصیت جس قدر معجز بیان تھی اسی قدر معجز رقم بھی۔ ان کا شمار سرسیدؒ کے معدودے چند اہل علم، اہلِ قلم اور اہلِ دانش وبینش رفقا میں ہوتا ہے۔ آپ کا شمار نابغۂ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کی وقیع کتابیں اس کا منہ بولتا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ کچھ شخصیتیں ایسی ہیں جن پر خامہ فرسائی بہ ظاہر آسان معلوم ہوتی ہے، مگر جب ان کے علمی، ادبی، دینی، صحافتی، تحقیقی، تنقیدی اور شعری گہر پاروں کا مطالعہ کیا جائے تب اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے علمی خزانوں کی پرتیں کھولنا کس قدر دشوار کام ہے۔ علامہ شبلی نعمانیؒ کی شخصیت بھی ایسی ہی تھی۔

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی دھن کے پکے اور لگن والے انسان ہیں۔ وہ تحقیقی کام کرنے کے عادی ہیں اور اپنی تحقیق میں روحِ تحقیق کو برتتے ہیں۔ انہوں نے ایک دہائی میں مستقل مزاجی کے ساتھ شخصیات پر جتنا کچھ کام کیا ہے، شاید ہی کسی ادیب یا محقق نے کیا ہو۔ مطالعۂ شبلی کے باب میں ان کو اعتبار حاصل ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر ایک درجن سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں ایسے گوشوں کو واشگاف کیا ہے جس کی جانب شبلی پر کام کرنے والوں کی نگاہیں نہیں گئی ہیں۔ 'نوادراتِ شبلی' بھی ان کی ایسی ہی تصنیف ہے، جو حال میں منظر عام

پر آئی ہے۔ اس کتاب میں فاضل مرتب نے نوادرات کی شکل میں علامہ شبلیؒ کا جو بھی علمی سرمایہ یکجا کرنے کی کوشش کی ہے وہ تاریخی اور دستاویزی اہمیت رکھتا ہے۔

یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل میں چار ایسے مضامین ہیں جو 'مقالاتِ شبلی' میں شامل نہیں تھے۔ یہ نو دریافت مضامین بے حد اہم ہیں۔ باب دوم 'خطبات' کے عنوان سے ہے۔ اس میں کل سات خطبات ہیں۔ ان میں شبلی کی وہ تقریر بھی شامل ہے جو انہوں نے سرسید کے صاحب زادے سید محمود کے الٰہ آباد ہائی کورٹ کا جج بننے کے موقع پر اعظم گڑھ کے ایک جلسے میں کی تھی۔ اس تقریر سے ان کے جوش وجذبے اور ملّت کے بارے میں فکرمندی اور ہمدردی کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ باب سوم میں شبلی کے دیباچے وتقریظات شامل کی گئی ہیں۔ یہ باب کئی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے: اوّل تو یہ کہ یہ وہ تقریضات اور دیباچے ہیں جو علامہ شبلی نے متعدد اہلِ قلم کی کتابوں پر تحریر کیے تھے۔ ثانیاً ان کے ذریعہ عہد شبلی میں دیباچہ نگاری کیا وصاف کا بھی پتا لگایا جاسکتا ہے۔ ان میں ایک فارسی دیباچہ ہے، جو انہوں نے سرسید کے سفرنامۂ پنجاب پر ان کی زندگی ہی میں لکھا تھا۔ اسی طرح اس میں وہ منظوم دیباچہ بھی شامل ہے جو شبلی نے عبدالرحمٰن حسرت جھنجھانوی کی مثنوی 'شمامہ مشام افروز' پر لکھا تھا۔ باب چہارم میں 'مکتوبات' کے زیر عنوان علامہ شبلی کے چوبیس (۲۴) نئے دریافت شدہ خطوط کو شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔ ان خطوط پر مرتب نے توضیحی نوٹ لکھے ہیں اور کسی قدر مکتوب الیہ کا تعارف کرایا ہے۔ جن لوگوں کے نام یہ خطوط لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں: منشی نجم الدین، میر صدرالدین حسین خاں رئیس بڑودہ، آنریری سکریٹری ایجوکیشنل کانفرنس، مولانا اشرف علی ایم اے، ایڈیٹر وکیل امرت سر، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، میر اصغر علی، مولوی محبوب عالم، سید عبدالسلام، خواجہ کمال الدین۔ یہ خطوط سوانح شبلی کے باب میں اہم اضافہ ہیں۔ ان سے شبلی کے فکرو خیال کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ باب پنجم کا عنوان 'مراسلات' ہے۔ فاضل مرتب اس کے قبل 'مراسلاتِ شبلی' کے نام سے ایک مستقبل کتاب شائع کرچکے ہیں، بعد میں انہیں دو مراسلے مزید ملے۔ جنہیں انہوں نے افادۂ عام کے لیے شاملِ کتاب کیا ہے۔

علامہ شبلی کی خاص بات یہ تھی کہ وہ ہندوستانی اخبارات کے علاوہ مصر اور بیروت کے

رسائل کے مدیران کو بھی مراسلے لکھا کرتے تھے۔ ان مراسلات میں ندوہ کے تکلیف دہ حالات اور مخالفینِ شبلی کے بعض الزامات کا ذکر ہے۔ ایک مراسلہ میں مدینہ یونی ورسٹی کے نصاب ونظام پر بحث کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مراسلات حیاتِ شبلی کے نو دریافت باب کا اہم حوالہ ہیں۔ باب ششم میں 'منظومات' کے زیرِ عنوان علامہ شبلی کا کلام جمع کیا گیا ہے۔ علامہ شبلی فارسی شاعری پر قدرت رکھتے تھے۔ ان کے بہت سے فارسی قصائد ان کی کلیات فارسی میں شامل نہیں ہیں۔ اس باب میں ان کو جمع کر دیا گیا ہے۔ قصائد کے علاوہ متفرق نو دریافت منظومات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ شبلی کے متفرق اشعار، غزلیں اور چند اردو غزلیں بہ طور نمونہ شامل ہیں۔ باب ہفتم میں علامہ شبلی کی ان متفرق اور منتشر تحریروں کو جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق علم وادب اور تاریخ وتنقید سے ہے، لیکن جواب تک کسی مجموعے میں شامل نہیں ہو سکی ہیں۔ ان میں سے کچھ تحریریں بلاعنوان تھیں۔ ان پر مرتب نے کوئی عنوان لگا دیا ہے۔

'نوادرات شبلی' علامہ شبلی پر تحقیقی نوعیت کی اہم کتاب ہے۔ یہ شبلی کی مکمل بازیافت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کتاب کے ہر باب میں مرتب نے نو دریافت تحریروں پر توضیحی نوٹ تحریر کیا ہے، جس سے اس کے سابقہ و لاحقہ کا بہ خوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ حوالہ بھی دیا ہے کہ تحریر کہاں سے دریافت ہوئی۔ یہ کتاب شبلیات کے باب میں ایک خوب صورت اور معلوماتی اضافہ ہے۔ توقع ہے کہ اہل علم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

آپ کے خطوط

عبد الماجد فلاحی، نئی دہلی

حیاتِ نو، انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان ہے اور برسوں سے پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ یہ ایک ایسا رسالہ ہے جس میں علمی، فکری اور تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔ اس میں قدیم و جدید فلاحی حضرات کے مضامین شائع ہوتے ہیں جو کہ قابلِ ستائش ہے۔ یہ رسالہ فلاحی حضرات کے درمیان رشتہ کو برقرار رکھنے میں معاون و مددگار ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اکثر مدارس میں طلبہ فارغ ہونے کے بعد ایک دوسرے سے ربط میں نہیں رہتے اس کی وجہ سے وہ اپنی دنیا میں کھو جاتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے فخر کی بات ہے کہ ہم اس رسالہ کے ذریعہ اپنے فلاحی برادران سے تعلق رکھ پاتے ہیں۔

اس میں مختلف موضوعات پر مضامین شائع ہوتے ہیں اور خاص طور سے لیل و نہار کے تحت جامعہ کے شب و روز، مولانا مصباح الباری فلاحی کے ذریعہ ہمارے سامنے آتی ہے۔ اس سے ہماری پرانی یادیں بھی تازہ ہو جاتی ہیں جو ہم نے فلاح میں گزارے اور ایک نظر میں ہم جامعہ کو دیکھ بھی لیتے ہیں۔ میں تقریباً دو سالوں سے اس پرچے کو مسلسل پڑھ رہا ہوں اور جب بھی میں اس کے صفحات کو پلٹتا ہوں مادرِ علمی کے لیے بے شمار محبتیں میرے دل میں جاگ اٹھتی ہیں۔ مجھے اس پر بے حد خوشی ہوتی ہے کہ یہ رسالہ صرف قدیم فلاحیوں کے مضامین تک محدود نہیں ہے بلکہ جامعۃ الفلاح سے وابستہ ہر فرد، اس میں اپنا مضمون شاملِ اشاعت کرا سکتا ہے۔

حیاتِ نو پہلے کے مقابلے میں اب زیادہ پرکشش اور معیاری ہو گیا ہے۔ اس میں تحقیقی مضامین کو اہمیت حاصل ہے۔ تحقیقی مضامین کو سرفہرست رکھنے کا مطلب جہاں تک میں سمجھتا

ہوں کہ حیات نو فلاحی برادران کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا چاہتی ہے۔وہ دیکھنا چاہتی ہے کہ کس طرح سے اس کے چاہنے والے دینی وعصری علوم میں ماہر ہیں اور کس حد تک دونوں کے درمیان ربط قائم کر سکتے ہیں ۔گزشتہ شمارہ میری نگاہ سے گزرا جس میں 'طلاق ثلاثہ :ایک علمی وتحقیقی بحث'از 'مفتی صباح الدین ملک فلاحی' ایک نہایت ہی جامع اور مدلل مضمون ہے۔انہوں نے حکومت کے بے بنیاد الزامات کوقرآن وحدیث کی روشنی میں بونا ثابت کر دیا ہے۔اور بتایا ہے کہ اسلام نے جوہمیں طریقہ دیا وہ منفرد ہے۔

جب اس طرح کی تحقیقات ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہمیں وہ نظم یاد آتی ہے جو ہم جامعۃ الفلاح میں پڑھا کرتے تھے''ہے ہمالہ سے بھی اونچا میرا مینارفلاح''۔پھرہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ صرف صفحہ قرطاس تک ہی محدود نہیں بلکہ عملی زندگی میں اس کے نمونے موجود ہیں۔ ہمارے پاس ایسے افراد موجود ہیں جو کہ اسلام پر لگنے والے دھبے کو اپنے علم کی روشنی میں زائل کر سکتے ہیں ۔لیکن ہمیں اس وہم وگمان کے سہارے صرف نہیں رہنا چاہیے کہ چندلوگوں کے ذریعہ ہی حیات نو برقرار رہ سکتا ہے، بلکہ ہر فلاحی رفلاحیہ کوحتی الامکان کوشش کرنی ہے کہ وہ اس کو اور بہتری کی طرف لے جائیں۔جب دوسرے مدارس کے طلبہ اس کی طرف دیکھیں تو یہ سمجھیں کہ واقعی اعظم گڑھ میں ایک ایسا ادارہ ہے جو افراد سازی کے میدان میں نمایاں ہے۔

کچھ تجاویز ہیں،جس کی طرف میں آپ کومتوجہ کرانا چاہتا ہوں۔فارغین فلاح علم کے الگ الگ شعبوں میں ہونے کے باوجود ان کا تعاون نہ کے برابر ہوتا ہے۔مثال کےطور پرکوئی معاشیات کےمیدان میں ہےتو کوئی سیاسیات اورسماجیات میں ۔ان سےہمیں رابطہ کرنے کی ضرورت ہےاور حالات کے مطابق ان سے مضامین حاصل کیے جائیں۔اگر ہم اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو واقعی حیات نو ایک ایسا جریدہ ہوگا، جو ہرمیدان کے لیے زادِراہ مہیا کرے گا۔انشاءاللہ

دوسری بات یہ کہ کلیۃ البنات کا تعاون بھی برابر حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔وہاں جو بھی پروگرام یا لیکچرز وغیرہ ہوں، رپورٹ میں ان کوشائع کیا جائے تا کہ مساوات بھی قائم رہے اور حیات نو کی زینت بھی برقرار رہے۔

جامعہ کے لیل ونہار

مصباح الباری فلاحی، استاذ شعبہ اعلی، جامعۃ الفلاح
موبائل: 8565954119

جمعیۃ الطالبات کا سالانہ تعلیمی مظاہرہ

۱۴؍فروری ۲۰۱۹ء بروز پنجشنبہ جمعیۃ الطالبات کا یک روزہ سالانہ تعلیمی مظاہرہ منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز شبانہ محی الدین کی تلاوت قرآن سے ہوا، ترجمہ ناز عبدالرحمٰن نے پیش کیا۔

عذرا جمیل (فضیلت سال دوم) نے درس قرآن پیش کرتے ہوئے جماعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور امت مسلمہ کی تنزلی کا سبب انتشار کو قرار دیا۔ انم اسلم (عربی ششم) نے حمد پاک پیش کی۔

صدر معلّمہ محترمہ سلمیٰ جلیل صالحاتی نے افتتاحی کلمات پیش کرتے ہوئے جامعہ کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ مطالعہ کی اہمیت کے سلسلے میں ایک مقالہ All Leaders are Readers پیش کیا۔

فرح (فضیلت سال اول) سکریٹری جمعیۃ الطالبات نے جمعیۃ الطالبات کا تعارف، مقاصد اور جمعیت کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ ترانہ جامعہ، ذکریٰ عبداللہ نے پیش کیا۔ اردو تقریر عطیہ غزالہ (فضیلت سال دوم) اور انگریزی تقریر خانم مریم جمیلہ نے پیش کی۔

برجستہ تقریر میں فضیلت سال دوم کی مندرجہ ذیل طالبات نے عائشہ شاہد کی سرپرستی میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا:

(۱)مروہ : محبت رسول ﷺ

(۲)سلوبہ : نازک صورت حال

(۳)مریم : اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے

(۴)عائشہ شاہد : مسلم سماج میں عورتوں کی حق تلفی

(۵)اریبہ اکمل : جوڑتے ہیں محاذ پر مجھے ان صفوں میں تلاش کر

(۶)ثریا ذوالفقار : حیا کا جنازہ نکل رہا ہے۔

اس کے بعد ارم لیاقت فضیلت سال دوم اور ان کی ساتھیوں نے ''اے رب تیری رحمتوں کا سلسلہ میری ذات پر'' کے عنوان پر ایک مکالمہ پیش کیا۔فقہ و فتاویٰ کے عنوان پر مباحث یمنیٰ طاہر (عربی ششم) نے پیش کیا۔

فاطمہ رفیق (عربی سوم) نے ایک تقریر اردو زبان میں پیش کی۔لائبریری کلیۃ البنات کا مختصر تعارف محترمہ نصرت رضی فلاحی نے پیش کیا۔

امیمہ مفید (عربی اول) نے ایک ترانہ پیش کیا۔''ستارہ تھا میں کہکشاں بن گیا'' کے عنوان پر ایک ڈبیٹ کا اہتمام کیا گیا۔بعض طالبات نے کتابوں کی تلخیص پیش کی۔شاھین پروین اور ان کی ساتھیوں کے منظوم مکالمہ سے پہلا سیشن کا اختتام ہوا۔کنوینر کے فرائض راحلہ نے انجام دیے۔

دوسرے سیشن کا آغاز نوال سلامت اللہ اور ان کی ساتھیوں کی نظم سے ہوا۔نورہ حمدان نے عربی زبان میں تقریر پیش کی۔آمنہ عبدالقیوم (معاون سکریٹری جمیعۃ الطالبات) کے درس حدیث پیش کرنے کے بعد شاکرہ علی قدر نے نعت سے سامعات کو محظوظ کیا۔فریحہ عبدالوھاب کی نظم کے بعد اسماء بتول فضیلت سال دوم اور ان کی ساتھیوں نے 'دستور ہند میں مسلمانوں کے حقوق اور موجودہ صورت حال' کے عنوان پر پینل ڈسکشن پیش کیا۔اسی طرح نسیمہ ابراھیم، شفاء طارق، مبشرہ اشھد اور آسیہ طلحہ نے اپنی ساتھیوں کے ساتھ مختلف موضوعات پر مکالمے پیش کئے۔

اختتامی کلمات محترمہ آسیہ فلاحی صاحبہ نے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ عائشہؓ اور خدیجہؓ جیسا

ہمیں بننا چاہیے اور عملاً نمونہ پیش کرنا چاہیے۔اس سیشن میں کنو ینز کے فرائض عظمی ناہید اور شذرہ سراج نے انجام دیے۔

کلیات البنات میں جی آئی او کی سرگرمیاں

جی آئی او (گرلس اسلامک آرگنا ئیزیشن آف انڈیا) جماعت اسلامی ہند کی ایک ذیلی تنظیم ہے۔ طالبات اور نوجوان خواتین کو اسلام کے صحیح اور جامع تصور سے روشناس کرانا،ان کے اخلاق وکردار کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنا اوران کو اقامت دین کے لیے تیار وغیرہ۔ جی آئی او کے اغراض و مقاصد میں شامل ہے۔ الحمدللہ کلیۃ البنات صفیہ منزل میں ۲۰۰۲ء سے جی آئی او سرگرم عمل ہے۔یہ تنظیم ایک منظّم منصوبہ کے مطابق اپنی تمام سرگرمیاں انجام دیتی ہے۔

یومیہ درس قرآن اور ہفتہ واری پروگرام وغیرہ کے ذریعہ تربیت کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح تزکیۂ نفس کی طرف بھی توجہ دی جاتی ہے۔مختلف طرح کے مسابقات بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔مثلاًتحریری،تقریری،مضمون نویسی،کوئز کمپٹیشن،قرأت وغیرہ۔نیز طالبات کی مزید تربیت کے لیے حلقے کانظم کیا گیا ہے۔جوایک ممبر کے زیرنگرانی چلتا ہےجس کی ہر ہفتہ تحریری و زبانی لی جاتی ہے۔ طالبات کی اصلاح اورآگے میدانِ عمل میں کام کرنے کے لیے ان کی مختلف طریقے سے تیاری کروائی جاتی ہے۔یہ تمام کام محترمہ سلمٰی سلامت اللہ صاحبہ کی سرپرستی میں ہوتے ہیں ۔حسب سابق امسال بھی جی آئی او کا سالانہ پروگرام کلیۃ البنات کے جلیل احسن ندوی ہال میں ۱۵؍فروری ۲۰۱۹ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔

تذکیر قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ تربیتی مکالمہ،مذاکرہ، ڈبیٹ،مختلف تحریکات کا تعارف پیش کیا گیا۔جی آئی او کا تعارف صدر یونٹ رقیہ احتشام نے کرایا۔افتتاحی کلمات میں محترم مولانا عمران فلاحی صاحب نے تمام ممبران کوعمدہ نصیحتوں سے نوازا۔آخر میں محترمہ ساجدہ ابواللیث فلاحی صاحبہ نے صدارتی کلمات سے طالبات کوفیض یاب کیا۔

طالبات کا سمینار بعنوان ’معاشرے کی اصلاح میں اسوہ صحابیات‘

۹/مارچ ۲۰۱۹ء بروز شنبہ کلیۃ البنات کی طالبات کا ایک سمینار بعنوان ’معاشرے کی اصلاح میں اسوہ صحابیات‘ محترمہ آسیہ فلاحی صاحبہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

سمینار میں طالبات نے کافی محنت سے اپنے مقالات تیار کیے تھے۔ یہ مقالات معلومات سے افزا اور انتہائی پر مغز تھے۔ اس سمینار میں پیش کیے گئے مقالات کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

(۱) زیبا اجمل	فضیلت سال دوم	حضرت خدیجہؓ کی سیرت
(۲) رقیہ	فضیلت سال دوم	حضرت خدیجہؓ کے اخلاق و کردار
(۳) بنت سراج	فضیلت سال دوم	صحابیات کی علمی خدمات
(۴) نازنین عین اللہ	فضیلت سال اول	حضرت عائشہؓ کی علمی خدمات
(۵) بنت سراج احمد	عربی ششم	حضرت فاطمہؓ اور حضرت سمیہؓ کی سیرت
(۶) فرحین	عربی پنجم	حضرت ام سلیمؓ اور ام عمارۃؓ کی بہادری
(۷) ارم فاطمہ	عربی پنجم	حضرت سودہؓ
(۸) عفت مریم	عربی پنجم	حضرت صفیہؓ کا ایثار
(۹) شاہین پروین	عربی پنجم	صحابیات کے چنندہ اوصاف
(۱۰) نکہت فاطمہ	عربی پنجم	حضرت سمیہؓ کا اسوہ
(۱۱) مبشرہ اشہد	عربی پنجم	اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین کا کردار
(۱۲) ازکیٰ ارم	عربی پنجم	صحابیات ہمارے لیے اسوہ
(۱۳) ارم فاطمہ	عربی چہارم	حضرت ام سلمیٰؓ کا کردار اور ان کی سیرت
(۱۴) رشدیٰ فرحین	عربی چہارم	حضرت سودہؓ کا اخلاق و کردار
(۱۵) آفرین اعجاز	عربی چہارم	صحابیات کی قربانیاں اور ہمارا معاشرہ

اس سمینار میں نظامت کے فرائض سمیہ سہیل (عربی ششم) نے انجام دیے۔

نتائج مقالہ نویسی وحفظ اشعار ۱۹۔۲۰۱۸ء

جامعہ میں اس سال طلبہ و طالبات کے مابین مقالہ نویسی اور حفظ اشعار کا مسابقہ منعقد ہوا۔تھااس مسابقے کے نتائج کا اعلان کر دیا گیاہے۔

یہ مسابقہ چھ گروپ پر مشتمل تھا۔اس مسابقہ میں ۳۳۶ طلبہ و طالبات نے شرکت کی ۔

پہلا گروپ فضیلت کے طلبہ و طالبات پر مشتمل تھااور مقالہ کا موضوع تھا ''حجیت حدیث کے تئیں منکرین کے شبہات اوران کا ازالہ''۔ پہلے گروپ میں مندرجہ ذیل طلبہ وطالبات نے پوزیشن حاصل کی ۔

(۱)اسماء بتول	اول پوزیشن
(۲)زیبا اجمل	دوم پوزیشن
(۳)راحلہ عظیم	دوم پوزیشن
(۴)روشن حرا	سوم پوزیشن

دوسرا گروپ عربی پنجم وششم کے طلبہ و طالبات پر مشتمل تھا اور مقالہ کا موضوع ''قرآن وحدیث کا باہمی تعلق'' تھا۔اس گروپ میں مندرجہ ذیل طلبہ و طالبات نے پوزیشن حاصل کی۔

(۱)محمد عاطف آصف	عربی ششم	اول پوزیشن
(۲)نورہ بنت حمدان	عربی پنجم	دوم پوزیشن
(۳)میر ساحل	عربی ششم	سوم پوزیشن
(۴)ذیشان احمد	عربی پنجم	سوم پوزیشن

تیسرا گروپ عربی سوم و چہارم کے طلبہ و طالبات پر مشتمل تھا اور مقالہ کا موضوع ''حجیت حدیث'' تھا۔اس گروپ میں مندرجہ ذیل طلبہ و طالبات نے پوزیشن حاصل کی۔

(۱)محمد عاصم	عربی سوم	اول پوزیشن
(۲)صارم ایوبی	عربی چہارم	دوم پوزیشن
(۳)سندس ظفر	عربی چہارم	سوم پوزیشن

چوتھا گروپ عربی اول ودوم کے طلبہ و طالبات پر مشتمل تھا اور مقالہ کا موضوع تھا 'حدیث اور علوم حدیث ایک مختصر تعارف'۔اس گروپ میں مندرجہ ذیل طلبہ و طالبات نے پوزیشن حاصل کی۔

(۱)یٰسین منظور	عربی دوم	اول پوزیشن
(۲)مجتبیٰ اللہ	عربی دوم	دوم پوزیشن
(۳)امل رحاب	عربی دوم	سوم پوزیشن

پانچواں گروپ شعبۂ ثانوی کے طلبہ و طالبات پر مشتمل تھا اور اس گروپ میں ''مسدس حالی'' کے ابتدائی ڈھائی سو اشعار کے زبانی یادداشت کا مسابقہ ہوا۔اس گروپ میں مندرجہ ذیل طلبہ و طالبات نے پوزیشن حاصل کی۔

(۱)مریم فرح	درجہ ہفتم	اول پوزیشن
(۲)محمد معاذ	درجہ ہشتم	دوم پوزیشن
(۳)عائشہ جلال	درجہ ہشتم	سوم پوزیشن
(۴)فارحہ آفتاب	درجہ ہشتم	سوم پوزیشن

چھٹا یعنی آخری گروپ شعبہ حفظ کے طلبہ و طالبات پر مشتمل تھا اور اس گروپ میں بھی 'مسدس حالی' کے ابتدائی ڈھائی سو اشعار کے زبانی یادداشت کا مسابقہ ہوا۔اس گروپ میں مندرجہ ذیل طلبہ و طالبات نے پوزیشن حاصل کی۔

(۱)علشبہ مقبول	حفظ ہشتم	اول پوزیشن
(۲)بشریٰ صلاح الدین	حفظ ہفتم	دوم پوزیشن
(۳)منزہ شاہد	حفظ ہشتم	سوم پوزیشن

گویا اس مسابقہ میں ۱۳/طالبات اور آٹھ طلبہ نے پوزیشن حاصل کیں۔

محترمہ اسماء فیروز کا توسیعی لیکچر

۱۴/مارچ ۲۰۱۹ء بروز پنجشنبہ کلیۃ البنات میں ایک بصیرت افروز لیکچر محترمہ اسماء فیروز فلاحی صاحبہ (ریسرچ اسکالر مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی، حیدرآباد) بعنوان 'تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا۔خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا' منعقد ہوا۔

محترمہ اسماء فیروز فلاحی صاحبہ نے اپنی گفتگو میں فرمایا کہ نوجوان قیمتی سرمایہ ہیں۔نوجوان کسی بھی قوم کے ہوں وہ قوم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔اگر یہ نوجوان کسی مشن ،عزم اور مقصد کو لے کر اٹھیں تو وہ پوری کایا پلٹ جائے گی۔آپ لوگوں کے سامنے مجھے تین باتیں رکھنی ہیں: (۱)علم (۲) مقصد زندگی (۳) کامیابی کے اصول

علم کی اہمیت دین و دنیا دونوں جگہ مسلم ہے۔ہمارے اسلاف قرآن وسنت اور فقہ میں بحر ذخار ہونے کے ساتھ ساتھ الجبراء ،جیومیٹری ،جغرافیہ اور سائنس میں بیک وقت مہارت رکھتے تھے اور پہلی وحی میں لفظ 'اقراء' سے بھی علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے جس میں دینی و دنیاوی دونوں طرح کے علوم شامل ہیں۔

مقصد زندگی تو اللہ نے ہماری فطرت میں ودیعت کر دیا ہے۔''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالِانْسَ اِلاّ لِیَعْبُدُون'' یہی عظیم تر زندگی کا مقصد ہے۔ہم چھوٹے چھوٹے گول اور اہداف بناتے ہیں طویل المیعاد اور قلیل المیعاد گول سے ہم اللہ کی رضا حاصل کرتے ہیں جن لوگوں کے پاس گول اور مقصد نہیں ہوتا وہ کوئی تاریخ نہیں رقم کرتے۔وقت ایسے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔اللہ کی رضا کیا ہے؟ اسی چیز کو جاننے کے لیے ہم جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس لیے کہ علم کے بغیر عمل اور کوئی کام ممکن نہیں ہے۔جب تک ہمارے پاس قرآن و سنت کا علم نہیں ہوگا تو ہم اللہ کی رضا کو کیسے پہچانیں گے؟ اور وہ عظیم تر مقصد زندگی جسے خالق کائنات نے ہمیں دیا ہے اسے اسی قرآن وسنت کے ذریعے ہی پہچانا جاتا ہے۔

تیسری چیز ہے کامیابی کے اصول۔دنیا کا ہر انسان کامیاب ہونا چاہتا ہے۔کامیابی کے کچھ شرائط ہوتے ہیں اور ان شرائط اور اصول وضوابط میں سب سے اہم چیز گول ہے۔انسان

سب سے پہلے خود کو پہچانے کہ میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟ خود آ گاہی سب سے بنیادی چیز ہے۔جب یہ چیز طے ہو جائے کہ میں انسان ہوں، طالبہ ہوں، عورت ہوں، مسلمان ہوں تو پھر یہ بھی طے ہو جائے گا کہ میرا کام کیا ہے؟ اور پھر دھیرے دھیرے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔مثلاً اگر یہ کہوں کہ میں مسلمان ہوں مجھے ایک عظیم ذمہ داری سے نوازا گیا ہے۔اور وہ ہے''کُنتُم خَیرَ اُمَّۃِ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکر''اگر میں یہ کہوں کہ میں ہندوستانی ہوں تو یہ ہمیں Responsible بناتا ہے۔ہم ہندوستان میں رہتے ہوئے اس کو سنواریں۔اور ہندوستان کو بنانے کی فکر کریں وغیرہ۔اگر میں یہ کہوں کہ میں ایک طالب علم ہوں تو مجھے زیادہ علم اور مہارت حاصل کرنے والا ہونا چاہیے۔ وقت کو صحیح طور سے استعمال کرنا گول اور مقصد کو حاصل کرنے کے لیے وقت، سرمایہ اور صلاحیت ومحنت درکار ہوتی ہے۔ ہمارا مقصد بھی واضح ہونا چاہیے۔وقت کی تنظیم سب سے اہم چیز ہے۔قرآن میں اللہ نے جگہ جگہ زمانے کی، رات و دن کی اور وقت کی قسم کھائی ہے۔زمانے میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو وقت کو کیچ (Catch) کرتے ہیں۔وقت کی تنظیم کے بعد کامیابی کے اصول میں سے تیسری اہم بنیاد شخصیت کا ارتقاء(Personality Development) ہے۔اپنی سوچ اور فکر کے مطابق کام کیجیے اور ہمیشہ مثبت سوچنا چاہیے، Posotive سوچ ضروری ہے۔Negative سوچ سے کبھی شخصیت نہیں نکھرتی، ہمیشہ خوش رہنا چاہیے۔درگزر کرنا ہمارا خاص وصف ہونا چاہیے۔لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرنا ہماری شخصیت کو مضبوط بناتی ہے۔نظریے اور سوچ بدلنے سے نظارے بدل جائیں گے۔آخری چیز کامیابی کے اصول میں سے یہ ہے کہ ہر پریشانی کو خود فیس کر کے حل کریں۔مقصد کے حصول اور ٹارگیٹ میں دقتیں پیش آئیں ان سے دل برداشتہ نہ ہوں بلکہ خود حل کریں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو بڑے اور بزرگوں سے مشورہ کریں۔انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

روداد اجلاس مجلس شوریٰ

انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح

منعقدہ ۳۰/۳۱ مارچ ۲۰۱۹ء، بمقام جامعۃ الفلاح، بلریا گنج

شرکائے اجلاس:

۱۔ جناب مشرف حسین صدیقی
۲۔ جناب انعام اللہ فلاحی
۳۔ جناب رحمت اللہ اثری فلاحی
۴۔ جناب زبیر احمد ملک فلاحی
۵۔ جناب انیس احمد فلاحی مدنی
۶۔ جناب حسن حبیب فلاحی
۷۔ جناب ملک صباح الدین فلاحی
۸۔ جناب ابوالاعلیٰ سید سبحانی فلاحی
۹۔ جناب ادہم علی فلاحی
۱۰۔ جناب ڈاکٹر ملک محمد فیصل فلاحی
۱۱۔ جناب ڈاکٹر محمد یونس فلاحی
۱۲۔ جناب محمد اسماعیل فلاحی
۱۳۔ جناب ضمیر الحسن خاں فلاحی
۱۴۔ جناب محمد عمران فلاحی
۱۵۔ جناب علی محمد فلاحی
۱۶۔ جناب رضوان احمد رفیقی فلاحی

شریک نہ ہونے والے افراد:

۱۔ جناب نعیم احمد غازی فلاحی
۲۔ جناب سید راشد حامدی فلاحی
۳۔ جناب شمشاد حسین فلاحی
۴۔ جناب ولی اللہ سعیدی فلاحی
۵۔ جناب محمد محفوظ خان فلاحی

جو لوگ شریک اجلاس نہیں ہوئے، اجلاس کے ایک ہفتہ پہلے جب ان لوگوں سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے معذرویاں پیش کیں۔

اجلاس کا آغاز مولانا انیس احمد مدنی فلاحی کی تذکیر سے ہوا۔ مولانا موصوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: **اکثروا ذکر ھادم اللذات الموت** کی روشنی میں گفتگو

کی۔فرمایا:موت سے کسی کو مفر نہیں،ہم میں سے ہر شخص اپنی اس منزل سے قریب ہو رہا ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔

افتتاحی کلمات: صدر انجمن نے افتتاحی کلمات پیش کیا۔شرکاء کی حاضری پر شکریہ ادا کیا۔اور انجمن کے لیے اس کو خوش آئند بتایا۔

☆سابقہ روداد کی خواندگی ہوئی۔مولانا ضمیر الحسن خاں فلاحی نے سابقہ روداد پڑھ کر سنایا،شرکاء اجلاس نے اس کی توثیق کی۔

☆انجمن کی ایک سالہ رپورٹ پیش کی گئی۔جس پر درج ذیل تبصرے ہوئے:

☆یونٹ کی تشکیل کے وقت تینوں کلیدی ذمہ داران (صدر،سکریٹری،اور خازن) کا انتخاب ہونا چاہیے۔

☆مشرف حسین صدیقی (صدر انجمن) نے سوال کیا کہ دوروں کی رپورٹ تو آ رہی ہے لیکن اس کا آؤٹ پٹ کیا ہوا،معلوم نہیں ہو پا رہا ہے۔ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔انجمن ہاسٹل کے لیے مہم کے انداز میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔

☆جامعۃ الفلاح،لکھنو،جھارکھنڈ کی رپورٹ شامل نہیں ہے۔تمام یونٹس کی رپورٹس آنی چاہیے۔جہاں کام نہیں ہوا اس کا بھی تذکرہ ہونا چاہیے۔

☆مجموعی طور پر مرکزی انجمن کی بھی رپورٹ آنی چاہیے۔

☆رپورٹ کی اصلاح کر کے تمام ارکان شوریٰ کو دوبارہ بھیجی جائے۔

☆انجمن کا رجسٹریشن ابوالاعلی سید سبحانی کرائیں گے۔مرکز جماعت اسلامی ہند کے وکیل جناب محمد طاہر اور جناب ابوبکر سباق سے مدد حاصل کریں گے۔یہ کام وہ دو ماہ کے اندر پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

☆پوزیشن ہولڈرس طلبہ کے انعامات کے بارے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کا معاملہ کسی فرد پر منحصر نہیں ہوگا۔

☆تمام ارکان شوریٰ نے تیس ہزار (۳۰۰۰۰) روپے اکٹھا کیے اور مولانا رحمت اللہ اثری فلاحی کے حوالے کیے گئے۔

الیکشن کے ذمہ داران کا انتخاب اور اس کی تفصیلات

ا۔ جناب مولانا صباح الدین (الیکشن انچارج)

۲۔ جناب شمشاد حسین فلاحی (معاون)

۳۔ جناب ابوالاعلی سید سبحانی (معاون)

☆ جملہ فارغین جامعۃ الفلاح انجمن کے ممبر ہوں گے۔ (تاہم اس کی توثیق آئندہ نمائندگان سے کرالی جائے گی۔)

ا۔ ۳۰/اپریل ۲۰۱۹ء تک الیکشن کا مکمل ایکشن پلان تیار کرلیا جائے گا۔

۲۔ حلقوں کی تقسیم کا کام اور شرح نمائندگی، سکریٹریٹ اور الیکشن انچارج مشترکہ طور پر کریں گے۔

۳۔ ۵/نومبر ۲۰۱۹ء تک ممبران کی فہرست کو فائنل کرلیا جائے گا۔

۴۔ ۵/نومبر ۲۰۱۹ء تک حلقوں کی تقسیم کرلی جائے گی۔ یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ نمائندگان کی تعداد سو (۱۰۰) سے زائد نہیں ہوگی۔

۵۔ یکم دسمبر ۲۰۱۹ء کو نمائندگان کے لیے انتخابی سرکلر جاری کیا جائے گا۔

۶۔ ۱۵/جنوری ۲۰۲۰ء کو آراء کی وصولیابی کا آخری دن ہوگا۔

۷۔ ۲۱/جنوری ۲۰۲۰ء کو نمائندگان کے رزلٹ کا اعلان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

۸۔ ۶/مارچ ۲۰۲۰ء کو اجلاس نمائندگان جامعۃ الفلاح میں ہوگا۔

اجلاس عام

☆ اس سال اجلاس عام کا انعقاد ہوگا۔

☆ ابوالاعلیٰ سید سبحانی ناظم اجلاس ہوں گے۔

☆ معاونین کا انتخاب وہ خود کریں گے۔ دو نام پیش ہوئے:

ا۔ جناب مولانا انیس احمد مدنی فلاحی صاحب ۲۔ ڈاکٹر ملک محمد فیصل صاحب

☆ اجلاس عام ۶ تا ۸ مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعہ سنیچر اتوار منعقد ہوگا۔ اس میں ایک دن انتخاب کے لیے خاص ہوگا۔

☆انجمن ہاسٹل کی بیلنس شیٹ پیش کی گئی، جو خسارے پر مشتمل تھی۔ انجمن ہاسٹل فنڈ فراہمی کے لیے دو اساتذہ کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔اس کے لیے ناظم جامعہ کو تحریر دے دی جائے گی۔

☆ہاسٹل کمیٹی کے ممبران میں توسیع کی گئی۔تشکیل نو کے بعد حسب ذیل افراد اس میں شامل ہوں گے:

۱۔ جناب ڈاکٹر ملک فیصل فلاحی (ڈائرکٹر انجمن ہاسٹل)

۲۔ جناب حافظ ادہم علی فلاحی (ممبر)

۳۔ جناب رضوان احمد رفیقی فلاحی

۴۔ جناب نعیم احمد غازی فلاحی

۵۔ جناب اسعد اثری فلاحی

۶۔ جناب ڈاکٹر انعام اللہ اعظمی فلاحی

۷۔ جناب سید موسیٰ کلیم فلاحی

۸۔ جناب فیاض احمد فلاحی

۹۔ جناب عمر فخری فلاحی

☆مجلسِ شوریٰ کے ممبران بھی فنڈ فراہمی کے لیے کچھ وقت دیں گے۔درج ذیل مقامات پر بھی دورے ہونے چاہئیں:

۱۔ گجرات

۲۔ راجستھان

۳۔ اعظم گڑھ کی سطح پر انجمن ہاسٹل کے لیے منصوبہ بندی کر کے فنڈ فراہمی کی مہم چلائی جائے گی۔

حیات نو

☆حیات نو کی ملکیت کی منتقلی، پتہ اور مدیر مسئول کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ

انتظامی مسئلہ ہے، صدر انجمن اس کے فیصلے کے مجاز ہوں گے۔

☆حیات نو کا حساب ہر تین ماہ پر چیک کیا جائے گا۔سالانہ حساب کا انٹرنل آڈٹ کرایا جائے گا۔

☆مدیر حیاتِ نو، جناب ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی کی تحریر شوری میں پیش کی گئی۔اس سلسلے میں یہ فیصلہ ہوا کہ ابھی حیاتِ نو کو فلاحی برادران کی تحریروں تک باقی رکھا جائے۔

انجمن

☆قیام انجمن کے مقصد اولیں کمیٹی کی رپورٹ پیش کی گئی۔غالب رجحان یہ رہا کہ اس پر عمل کرنے کے لیے افرادی قوت اور وسائل ہمارے پاس نہیں ہیں۔آخر میں مجوز نے اپنی تجویز کو واپس لینے کا فیصلہ کیا۔

☆مولانا ذکی الرحمٰن غازی فلاحی صاحب اور مولانا عرفان احمد فلاحی صاحب کے اکرامیہ پر غور کیا گیا اور اضافے کا فیصلہ کیا گیا۔

☆جامعۃ الفلاح میں انجمن آفس کے لیے ناظم جامعہ سے درخواست کی جائے گی۔

☆آخر میں بجٹ پیش کیا گیا۔

دیگر امور

☆جامعہ میں طلبہ کی تعداد کم ہو رہی ہے، اس سلسلے میں تشویش کا اظہار کیا گیا۔اس کے اسباب و وجوہ جاننے اور تعلیم و تربیت کے جائزے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی:

۱۔انعام اللہ فلاحی (کنوینر)	۲۔ابوالاعلی سید سبحانی (ممبر)
۳۔ضمیر الحسن خان فلاحی (ممبر)	۴۔حسن حبیب فلاحی (ممبر)

☆الٰہ آباد اور بنارس یونیورسٹی سے الحاق کے تعلق سے جامعہ کے طلبہ کی طرف سے درخواست آئی تھی۔ناظم جامعہ کو دے دی گئی ہے، تاکہ ان کی مدد سے الحاق کا معاملہ حل کیا جا سکے۔

●❖●

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Anjuman Talaba-e-Qadeem Jamiatul Falah

انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح

Ref No. ....   Date ۱۱/اپریل ۲۰۱۹ء.........

محترم ٹی عارف علی صاحب

قیم جماعت اسلامی ہند ورکن مجلس شوری جامعۃ الفلاح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر ہوں گے۔

امیر جماعت اسلامی ہند کی طرف سے آپ کو قیم جماعت مقرر کیے جانے پر انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح کے ذمہ داران اور متوسلین کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ ذو الجلال سے دعا کرتا ہوں کہ ملک وملت کے سنگین اور نازک ترین حالات میں وہ آپ کی دست گیری فرمائے۔ ہمت، حوصلہ اور طاقت دے۔ آمین۔

انجمن امید کرتی ہے کہ آپ کی قیادت میں تحریک اسلامی کا مرکزی ادارہ جامعۃ الفلاح آپ کی ہدایات اور رہنمائی سے فیض یاب ہوگا اور ترقی کے منازل طے کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

ایک بار پھر اللہ سے دعا ہے کہ آپ کو استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔

ذمہ داران واحباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام

مشرف حسین صدیقی

صدر انجمن طلبہ قدیم جامعۃ الفلاح

Bilariyaganj, Azamgarh, U.P. 276121
atq.jamiatulfalah@gmail.com | www.atqjamiatulfalah.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اسلامی ہند

Jamaat-e-Islami Hind

जमाअत इस्लामी हिन्द

✆ : 91-11-26941401
26951409, 26948341
Fax : 91-11-26950975

D-321, DAWAT NAGAR, ABUL FAZL ENCLAVE, JAMIA NAGAR, NEW DELHI - 110 025
e-mail : markazjih@gmail.com www.jamaateislamihind.org

Ref. No. 60/4/19 Date 17-04-2019

برادر محترم مشرف حسین صدیقی فلاحی صاحب
صدر انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح، اعظم گڑھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ نامہ موصول ہوا۔ آپ کی دعاؤں، نیک تمناؤں کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ اس بار عظیم کو اٹھانے کی میرے اندر سکت، طاقت اور توفیق دے۔

جامعۃ الفلاح ایک تحریکی ادارہ ہے۔ اوران شاء اللہ ہم اور آپ مل کر جامعۃ الفلاح کی تعمیر وترقی میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح سے تحریک اسلامی کو بھی بہت امیدیں ہیں۔ فارغین جامعۃ الفلاح تحریک اسلامی کا دست وبازو بنیں۔ تحریک اسلامی اور جامعۃ الفلاح کے اہداف کو لے کر ہندوستان کے چپے چپے میں چھا جائیں یہی میری تمنا اور خواہش ہے۔

تحریک اسلامی ہند کے تعلق سے آپ کی تجاویز ومشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم رہے گا۔

دیگر ذمہ داران انجمن اور وابستگان کی خدمت میں سلام سنائیں۔

والسلام

(ٹی. عارف علی)
قیم جماعت اسلامی ہند

With best compliments from

ADHAM ALI

Managing Director

+91-9821 03 2562

Swaidan

MANPOWER CONSULTANTS

Regn. No. B0513/MUM/PER/1000+/10/8522/2009

Real Tech Park, 1013, 10th Floor, Sector 30/A
Near Vashi Railway Station, Vashi
New Mumbai-400703 (India)
Tel: +91-22-66441600, Fax: +91-22-66441688
E-mail: admin@swaidan.in
Website: www.swaidan.in

FALAHI INFORMATION REGISTRATION FORM

Name (required) نام	
Father's Name (required) ولدیت	
Year of Passing Alimiyah (required) سنہ عالمیت	
Year of Passing Fazeelah سنہ فضیلت	

Address Correspondence عارضی پتہ

Street 1 مکان، گلی، محلہ	
Street 2 پوسٹ	
City شہر	
State صوبہ	
Country ملک	
PIN/ZIP پن کوڈ	

Permanent Address مستقل پتہ

Street 1 مکان، گلی، محلہ	
Street 2 پوسٹ	
City شہر	
State صوبہ	
Country ملک	
PIN/ZIP Code پن کوڈ	
Phone Number	
Your Email (required)	
Current Engagements	
Achievements	

VISION 2026

Creating Partnership with the Needy

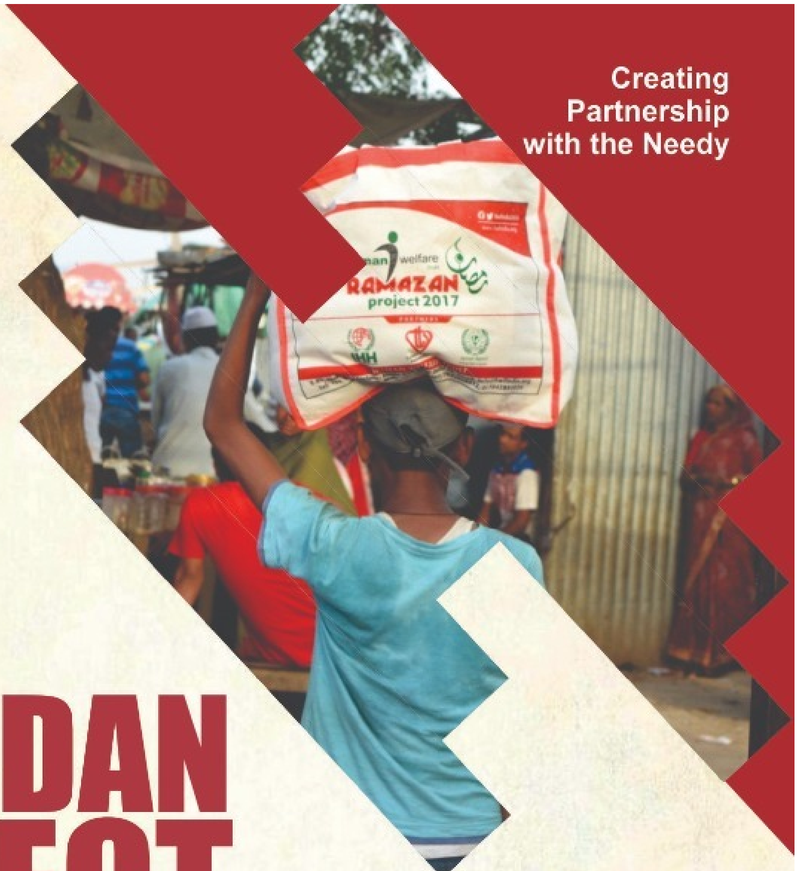

RAMADAN PROJECT APPEAL 2019

ACCOUNT DETAILS:

HUMAN WELFARE FOUNDATION

CURRENT A/C NO.	BANK
13020200052051	FEDERAL BANK

BRANCH	IFSC
NEHRU PLACE NEW DELHI - 19	FDRL0001302

(email us the detail of transaction with your postal address At account@hwfindia.org or whatsapp +91 70428 92026)

A SMALL CONTRIBUTION FOR A IFTAR KIT 3000/-INR

Ingredients: Rice, Wheat, Flour, Oil, Salt, Pulses, Grain, Besan, Tea, Milk Powder, Dates Rooh Afza etc.

DONATE NOW

vision2026in

www.vision2026.org.in

HUMAN WELFARE FOUNDATION

HUMAN WELFARE FOUNDATION
E-89, 4th Floor, Hari Kothi Lane, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, New Delhi - 110025
Ph: +91 11 29945999 | Mb: +91 70428 98312 / 70428 98307 | Email: pr@hwfindia.org

دعوتی کام کے لیے اہم کتب

برادران وطن کو اسلام کا جامع تعارف کرانے، ان کی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کو دور کرنے کے لیے شعبۂ دعوت، جماعت اسلامی ہند کی تیار کردہ کتابوں سے ضرور استفادہ کریں۔

क्र॰सं	पुस्तक का नाम	लेखक	पृष्ठ	मूल्य*
1.	कन्या भ्रूण-हत्याः समस्या और निवारण	शोब-ए-दावत	25	16/-
2.	इस्लाम भ्रांतियों और आक्षेपों का निवारण (ग़लतफ़हमियों का इज़ाला)	मुहम्मद ज़ैनुल आबिदीन मंसूरी	64	26/-
3.	मानव-जीवन और परलोक (आख़िरत)	डॉ॰ मुहम्मद अहमद, मुहम्मद ज़ैनुल आबिदीन मंसूरी, डॉ॰ सैयद शाहिद अली	43	24/-
4.	ईशदूतत्व की धारणा विभिन्न धर्मों में (रिसालत)	डॉ॰ मुहम्मद अहमद, मुहम्मद ज़ैनुल आबिदीन मंसूरी, डॉ॰ सैयद शाहिद अली	56	26/-
5.	ईसा मसीह और मरयम क़ुरआन के दर्पण में	मुहम्मद ज़ैनुल आबिदीन मंसूरी	56	30/-
6.	इस्लाम की सार्वभौमिक शिक्षाएं	डॉ॰ फ़रहत हुसैन	28	18/-
7.	एकेश्वरवाद की मौलिक धारणा (तौहीद)	डॉ॰ फ़रहत हुसैन, डॉ॰ सैयद शाहिद अली, डॉ॰ मुहम्मद अहमद, मुहम्मद ज़ैनुल आबिदीन मंसूरी	64	30/-
8.	स्त्री और पुरुष में समानता की वास्तविकता	सादिक़ा बशीर	32	16/-
9.	इस्लामः दयालुतापूर्ण ईश्वरीय धर्म	डॉ॰ फ़रहत हुसैन	64	32/-
10.	सफलता और मुक्ति का एक ही रास्ता	मौलाना मुहम्मद फ़ारूक़ ख़ां, मुहम्मद इक़बाल मुल्ला, डॉ॰ मुहम्मद रज़िउल इस्लाम नदवी	48	24/-
11.	सर्वधर्म समभाव और इस्लाम धर्म	मौलाना मुहम्मद फ़ारूक़ ख़ां, मुहम्मद ज़ैनुल आबिदीन मंसूरी, मुहम्मद इक़बाल मुल्ला	62	30/-
12.	विशुद्ध एकेश्वरवाद	मौलाना मुहम्मद यूसुफ़ इस्लाही	47	26/-
13.	पैग़म्बर (सल्ल॰) की बातें (संकलित)	अब्दुर्रब करीमी	48	25/-
14.	सच्चाई को जानो	शोब-ए-दावत	24	15/-

ملنے کا پتہ: شعبۂ دعوت جماعت اسلامی ہند

Address: D-321, Abul Fazal Enclave, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025

9650022638 dawah.jih@gmail.com